ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۳ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ
۳ جنوری ۱۹۶۹ء
مرکز مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

أَحَادِيثُ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى سَبَقُوا الْمُشْرِكِيْنَ اِلٰى بَدْرٍ وَجَاءَ الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْدُمَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اِلٰى شَيْءٍ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا دُوْنَهٗ، فَدَنَا الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قُوْمُوْا اِلٰى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ" قَالَ يَقُوْلُ عُمَيْرُ بْنُ الْحُمَامِ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ؟ قَالَ "نَعَمْ"، قَالَ: بَخٍ بَخٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحْمِلُكَ عَلٰى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا رَجَاءَ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ: "فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِهَا"، فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِّنْ قَرَنِهٖ فَجَعَلَ يَاْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ اَنَا حَيِيْتُ حَتّٰى اٰكُلَ تَمَرَاتِيْ هٰذِهٖ اِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيْلَةٌ فَرَمٰى بِمَا كَانَ مَعَهٗ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى قُتِلَ،

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ (واقعہ بدر نقل کرتے ہوئے) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب چل دئے۔ اور مشرکین سے پہلے بدر میں پہنچ گئے۔ اور مشرکین بھی آ گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک میں آگے نہ بڑھوں تم میں سے کوئی کسی چیز کی طرف پیش قدمی نہ کرے۔ پھر جب مشرکین قریب آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اب جنت میں جانے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ جس کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے۔ (حضرت انس رض بیان کرتے ہیں) کہ عمیر بن الحمام الانصاری کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! جنت کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں، (جنت کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے) حضرت عمیر رض نے کہا واہ! واہ!! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ حضرت عمیر رض نے عرض کیا۔ کہ نہیں خدا کی قسم! یا رسول اللہ! میں نے یہ بات صرف اس امید پر کہی تھی کہ میں بھی جنت والوں میں سے ہو جاتا حضورؐ نے فرمایا کہ تم اہل جنت میں شامل ہو۔ تو حضرت عمیر رض نے کچھ چھوہارے اپنے ترکش میں سے نکالے اور ان کو کھانا شروع کیا۔ پھر کہنے لگے کہ اگر میں اپنے ان چھوہاروں کو ختم کرنے تک زندہ رہا۔ تو بڑا وقت ہو جائے گا (یہ کہہ کر) جو کچھ چھوہارے ان کے پاس تھے، ان کو پھینک دیا اور کفار سے قتال کیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا يُعَلِّمُوْنَا الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّةَ، فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ سَبْعِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فِيْهِمْ خَالِيْ حَرَامٌ، يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بِاللَّيْلِ: يَتَعَلَّمُوْنَ وَكَانُوْا بِالنَّهَارِ يَجِيْئُوْنَ بِالْمَاءِ فَيَضَعُوْنَهٗ فِي الْمَسْجِدِ وَيَحْتَطِبُوْنَ فَيَبِيْعُوْنَهٗ وَيَشْتَرُوْنَ بِهِ الطَّعَامَ لِاَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَاءِ فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضُوْا لَهُمْ فَقَتَلُوْهُمْ قَبْلَ اَنْ يَّبْلُغُوا الْمَكَانَ فَقَالُوْا: اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا وَاَتٰى رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ اَنَسٍ مِّنْ خَلْفِهٖ فَطَعَنَهٗ بِرُمْحٍ حَتّٰى اَنْفَذَهٗ فَقَالَ حَرَامٌ: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوْا وَاِنَّهُمْ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور کہا) کہ ہمارے ساتھ چند ایسے آدمیوں کو بھیج دیجئے۔ جو کہ ہمیں قرآن و حدیث سکھلائیں۔ آپ نے ان کی طرف ستر انصاریوں کو بھیج دیا جنہیں قراء کہا جاتا تھا۔ ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے۔ یہ لوگ قرآن پڑھا کرتے تھے اور راتوں کو قرآن کے درس و تدریس اور سیکھنے میں مشغول رہتے تھے۔ دن کو پانی لا کر مسجد میں رکھتے تھے اور لکڑیاں چنا کرتے تھے اور اس کو بیچ کر اہل صفہ (جماعت صحابہ جو طلب علم کے لئے مسجد میں رہتے تھے)۔ اور فقراء کے لئے کھانا خریدتے (غرض) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کو ان کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ ان کم بختوں نے جائے مقررہ تک پہنچنے سے پہلے ہی پہلے ان کو قتل کر دیا۔ ان میں سے ہر ایک نے کہا۔ کہ اے اللہ! ہمارا پیغام ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دے۔ کہ ہم تیرے پاس پہنچ گئے۔ ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔ (راوی کہتے ہیں) کہ ایک شخص حضرت حرامؓ حضرت انس رض کے ماموں کے پاس پیچھے سے آیا اور ان کے نیزہ مارا حتیٰ کہ پار کر دیا تو حضرت حرام رض نے فرمایا۔ رب کعبہ کی قسم میں تو کامیاب ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بھائی قتل کر دئے گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ اے اللہ! ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے یہ پیغام دے کہ ہم تیرے پاس آ گئے ہیں کہ ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔

محمدؐ کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو ایماں نامکمل ہے

حفیظ جالندھری

از: امین گیلانی

اٹھ بھی اب قوم کے نوجوانا!
بیٹھنے کا نہیں ہے زمانا!

دیکھ گستاخیاں ظالموں کی
کی ہتک دین کے عالموں کی

بن گئے لاٹھیوں کا نشانہ
اُٹھ بھی اب قوم کے نوجوانا!

نورِ دیدہ وہ احمد علیؒ کا
خود ولی اور بیٹا ولی کا

ماریں فاسق اسے تازیانہ
اُٹھ بھی اب قوم کے نوجوانا!

نیک بندوں کو پیٹا گیا ہے
پاؤں کی، گھسیٹا گیا ہے

کس قدر فعل ہیں ظالمانہ
اُٹھ بھی اَب قوم کے نوجوانا!

روزہ داروں پہ توڑی قیامت
لعنت ایسے کمینوں پہ لعنت

اے فلک ان پہ بجلی گرانا
اُٹھ بھی اَب قوم کے نوجوانا!

عشقِ احمدؐ میں شورش ہے قیدی
وہ ادیب و سخن ور صحافی

ترک اُس نے کیا آب و دانہ
اٹھ بھی اب قوم کے نوجوانا

تم کرو جبر، ہم حق کہیں گے
راہِ حق میں مصائب سہیں گے

ہم کو آتا نہیں سر جھکانا!
اٹھ بھی اَب قوم کے نوجوانا

ملک پر چھا گئے میرزائی
میرے اللہ تیری دُہائی

ہم کو ان کافروں سے بچانا
اُٹھ بھی اب قوم کے نوجوانا!

ہم رسولِ خُدا کی ہیں اُمّت!
ہم نہ مانیں گے اِن کی حکومت

جن کا دستور ہو کافرانہ
اُٹھ بھی اَب قوم کے نوجوانا!

بحضور سرورِ کونینؐ

شیر افضل جعفری

اُمّت پہ تری آج وہ افتاد پڑی ہے | خود گردشِ ایّام بھی حیران کھڑی ہے
جو قوم کسی عہدِ جفا سے نہ ڈری تھی | اُس قوم پہ یہ دَورِ قیامت کی گھڑی ہے

آفات کا طغیان ہے، سیلابِ غضب ہے | اغیار کی یلغار ہے اور ملکِ عرب ہے
محشر ہے بپا مشرقِ وسطیٰ کی زمیں پر | ہر شخص ترے دین کا فریاد بہ لب ہے

توحید کے آغوش میں پروان چڑھے ہیں | بے تیغ ہی کفّار کی فوجوں سے لڑے ہیں
اردن کے شہیدوں کے تڑپتے ہوئے لاشے | الفتح کے ارمان لئے بکھرے پڑے ہیں

اترے ہیں بصد برق سجل تھل پہ یہودی | لپکے ہیں "عرب دَل" کے ہراول پہ یہودی
اے جدِّ حسینؓ ابنِ علیؓ آکے ذرا دیکھ | قابض ہیں ترے قبلۂ اوّل پہ یہودی

آتش کدۂ جنگ ہے صحرائے سنائی | بریاں سرِ پیکار ہیں ملّت کے فدائی
"نیپام" کے بپھرے ہوئے شعلوں میں جھلس کر | دیتے ہیں ترے نام کی ساونت دُہائی

شامی جو شجاعت کے دہاڑوں میں پلے ہیں | "اُسریل" کے بارود سے بے طرح جلے ہیں
پی پی کے شہادت کے لہو رنگ پیالے | رہ رہ کے حسیں موت کے سانچے میں ڈھلے ہیں

تُو رحمتِ کونینؐ ہے محبوبِ خداؐ ہے
تُو پیکرِ ایثارؐ ہے سلطانِ وفاؐ ہے
پھر کفر کے نرغے میں ہے اسلام کی دنیا!
اے خاصۂ خاصانِ رسلؐ وقتِ دُعا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین

فون نمبر: ۶۷۵۴۵

جلد ۱۴ | ۱۳ر شوال المکرم ۱۳۸۸ھ مطابق ۳ر جنوری ۱۹۶۹ء | شمارہ ۳۵

لاٹھی چارج کے ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دیجائے

جمعۃ الوداع کے دن پولیس کے ظالمانہ اور وحشیانہ لاٹھی چارج کی المناک خبریں پاکستان کے تمام اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں اور ملک کے کونے کونے سے اس حادثہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند ہو رہی ہے۔ ملک کا کوئی رہنما نہیں جس نے لاہور کی ضلعی انتظامیہ کے اس اقدام کی مذمت نہ کی ہو اور کوئی آنکھ نہیں جو اس واقعہ کی تفصیلات سامنے آ جانے کے بعد اشکبار نہ ہوئی ہو مگر حکومت نے ابھی تک ضلعی انتظامیہ کے اُن افراد کے خلاف جو اس شرمناک حرکت کے مرتکب ہوئے ہیں کوئی تادیبی کاروائی نہیں کی۔

ملک میں حکومت کی اس خاموشی سے ایک اضطراب پایا جاتا ہے اور پاکستان کے کروڑوں باشندے یہ باور کئے ہوئے ہیں کہ حکومت کو صرف اسلام اور علماء کرام سے ہی چڑ ہے اور وہ ظلم و تشدّد کا ہر حربہ انہیں پر آزمانا چاہتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ لاہور میں ۲۷ر دسمبر کے جلوس پر سے پابندیاں اٹھا لینے کے نتیجے میں تاثر میں کسی قدر کمی واقع ہو گئی ہے لیکن عوام پھر بھی یہ سوچ رہے ہیں کہ آخر اُن افسروں کے خلاف جو اس حادثہ کے ذمہ دار ہیں تحقیقاتی عدالت قائم کرنے میں کون سی دشواری حائل ہے؟ اور ان کی بے جا رعائت کیوں کی جا رہی ہے؛ جنہوں نے بغیر کسی قانونی جواز کے روزہ داروں پر اور عین حالت نماز میں لاٹھی چارج کر کے ظلم و بربریت کی انتہا کر دی اور عدل و انصاف اور دستور و قانون کی تمام حدود کو پھاند کر علماء کے خلاف اپنی آتش انتقام سرد کی اور سارے ملک کی فضا کو حکومت کے خلاف مسموم کر دیا — پھر اس اندھے لاٹھی چارج نے ملک کی عظیم اور مقدس ترین شخصیت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کو بھی نظرانداز نہ کیا اور ان پر اس قدر لاٹھیاں برسائیں کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ اور اس پر بھی ان کم بختوں کی آتش انتقام سرد نہ ہوئی تو ٹرک میں ان کے مقدس پیٹ پر "ٹھڈے" مارے جس کے نتیجے میں حضرت مولانا کو منہ کے راستے اور پیشاب اور پاخانہ کے ساتھ خون آنے لگا — ہزاروں چشم دید گواہوں کا بیان ہے کہ یہ لاہوریؒ ہی کا خون تھا جو سب مصائب اس صبر و عزیمت کے ساتھ جھیل گیا اور استقامت کا پہاڑ بنا رہا ورنہ اس لاٹھی چارج کے سامنے پتھروں کے دل بھی چھوٹ جاتے۔ مزید برآں اس موقع پر حضرت کے پروانوں اور امام الاولیاء لاہوریؒ کے دیوانوں نے بھی جس جاں نثاری کا ثبوت دیا وہ انہیں کا حصّہ ہے اور اس دور میں ایسی مثالیں ناپید ہیں۔ اگر خدا نخواستہ وہ قربانی و ایثار کی روایات زندہ نہ کرتے اور اپنے جسموں پر حضرت کی ضربات کو نہ جھیلتے تو پتہ نہیں اس وحشیانہ لاٹھی چارج کا کیا نتیجہ ہوتا۔ اور ملک و ملّت کو کون سا روزِ سیاہ دیکھنا نصیب ہوتا —

ہم حکومت پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ جس بدخو اور کمینہ سرشت افسر نے حضرت مدظلہ کے پیٹ میں ٹھوکریں ماری ہیں اور جن لوگوں نے جمعہ کے پُرامن اور عبادتِ خداوندی میں مشغول اجتماع پر لاٹھیاں برسائی ہیں انہوں نے ہرگز حکومت کی خیرخواہی نہیں کی بلکہ درحقیقت انہوں نے اقتدار کے پیٹ میں "ٹھڈے" مارے ہیں اور اربابِ اقتدار پر لاٹھیاں برسائی ہیں اور اگر ان کا فوری محاسبہ نہ ہوا تو ملک کے کروڑوں فرزندانِ اسلام کے جذبات مزید مشتعل ہوں گے اور اس کا نتیجہ ملک و ملّت کے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔ ہماری رائے میں اس قسم کے عاقبت نا اندیش افسران کا ملازمت میں باقی رہنا حکومت کے لئے مشکلات کا پیش خیمہ ہے اور ان کا وجود حکومت کے لئے اپوزیشن سے زیادہ خطرہ ہے —

آغا شورش کی رہائی

آغا شورش کی رہائی پر ملک کے ہر حریت پسند اور مذہب دوست شخص کو یقیناً بے حد خوشی ہوئی ہوگی کیونکہ یہ رہائی حق و صداقت کی فتح ہے، عقیدہ ختم نبوّت کے دالدادوں کی فتح ہے، عدل و انصاف کے تقاضوں کی فتح ہے اور ظلم و استبداد اور طاقت کے مقابلہ میں بے سرو سامانی اور جرأت و پامردی اور شوق شہادت کی فتح ہے۔ آغا صاحب نے اپنی اسیری کے دوران اور اس سے پہلے اعلاء کلمۃ الحق بلند کرنے اور صبر و استقلال سے مصیبتیں برداشت کرنے کا جو نمونہ پیش کیا ہے وہ انہی کا حصّہ ہے اور ملک میں تمام تر موجودہ بیداری انہیں کے استقلال اور حق گوئی کی صدائے بازگشت ہے۔ یہ آغا صاحب ہی کی آواز تھی جو جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان کی کانفرنس کے موقع پر مئی ۱۹۶۸ء میں بیرون موچیدروازہ سے اٹھی اور جسے جمعیۃ علماء اسلام کے شعلہ بیان رہنماؤں اور شیخ الہند اور شیخ الاسلام رحمہما اللہ علیہ کے وارثوں نے ملک کے کونے کونے میں پھیلایا اور ملک کی فضا سے خوف و ہراس کی چادر کو پھاڑ پھینکا۔ چنانچہ یہ اس صدائے حق

کے اثرات ہیں کہ ملک میں ہر طرف بیداری کی لہر دوڑتی نظر آ رہی ہے اور اب اس قافلہ کے سرخیل اور امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی نے اسے "تازہ خون" فراہم کر دیا ہے۔ جس کے نتیجے میں صدائے حق و صداقت بلند سے بلند تر ہو کر اس مقام پر پہنچ گئی ہے جہاں جبر و استبداد اور طاقت کی لاٹھی کسی طرح بھی اس کی راہ کو نہیں روک سکتی۔

ہم آغا شورش کاشمیری اور جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں کو ان کی جرأت و مردانگی، حق گوئی و حق کوشی اور صبر و استقامت پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس جماعت کو دین کی خدمت کی بیش از بیش توفیق نصیب فرمائے اور اس رہائی کو ملک و ملت کے لئے نیک فال بناتے ——— آمین!

سانحۂ ارتحال

مسٹر مختار مسعود کمشنر لاہور کے والد اور مشہور ماہر تعلیم، مصنف، مترجم اور ماہر اقتصادیات شیخ عطاء اللہ صاحب ۲۷ر دسمبر کو اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انّا لِلّٰہ و انّا الیہ راجعون۔

ان کی نماز جنازہ اس دور کی عظیم روحانی شخصیت حضرت مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کے خلف الرشید حضرت مولانا عبید اللہ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور نے پڑھائی اور سینکڑوں سرکاری و غیر سرکاری شخصیات نے اس میں شرکت کی۔ ہم اس سانحۂ ارتحال میں جناب مختار مسعود، ان کے اعزہ اور پسماندگان کے غم میں شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کی مغفرت فرمائے جنت الفردوس میں مقام بلند عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ آمین۔

مولانا عبید اللہ انور آبدیدہ ہو گئے

لاہور۔ ۲۳ر دسمبر (سٹاف رپورٹر) آج قبل دوپہر میو ہسپتال میں مولانا عبید اللہ انور سے نمائندہ وفاق کے انٹرویو کے موقع پر مولانا کے ایک عقیدتمند نے انہیں بتایا کہ حضرت مولانا دین پوری نے اپنے خطبۂ عیدین علماء پر پولیس کی لاٹھی چارج کی مذمت کرتے ہوئے کہا۔ کہ "پولیس نے جن علماء پر لاٹھی چارج کیا ان میں حضرت مولانا عبید اللہ انور ایسے متقی، متدین اور صوفی منش عالم دین بھی شامل ہیں جن کی راہ میں میں آنکھیں بچھانے کو تیار ہوں۔" مولانا عبید اللہ انور یہ سن کر آبدیدہ ہو گئے اور آپ نے فرمایا جب تک حضرت دین پوری ایسے بزرگ دنیا میں موجود ہیں اس وقت تک اسلام کو کوئی گزند نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت مولانا نے مزید فرمایا میری نگاہ میں حضرت لاہوریؒ اور حضرت مدنیؒ کے بعد حضرت میاں عبد الہادی صاحب کا کوئی ثانی اس وقت موجود نہیں۔

نوائے وقت کا شذرہ

دینی رہنماؤں پر لاٹھی چارج

جمعۃ الوداع کے مبارک روز ملک بھر کی مساجد میں جب فرزندانِ توحید پورے خضوع و خشوع سے نماز ادا کرنے اور پاکستان کی آزادی و سالمیت نیز فلسطین و کشمیر کی آزادی کے لئے دعائیں مانگنے کے بعد اپنے گھروں کو جا رہے تھے عین اس وقت صوباتی دار الحکومت میں شیرانوالہ دروازہ کے بعض معتمد علماء کرام پر پولیس نے جو بے دریغ لاٹھی چارج کیا ہے اس پر اکثر و بیشتر محب وطن حلقوں نے افسوس اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔

ان علماء کرام کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ ملک میں اسلامی نظام حکومت کے مطالبہ پر زور دینے کے لئے قانون و ضوابط کی حدود میں رہتے ہوئے جلوس نکالنا چاہتے تھے وہ ہاتھوں میں اپنے مطالبات پر مبنی کتبے اٹھائے دو دو اور تین تین کی ٹولیوں سے جلوس ترتیب دے رہے تھے اور ابھی جلوس شروع نہیں ہوا تھا صرف چند ٹولیاں آگے بڑھی تھیں کہ انہیں صرف پندرہ سیکنڈ میں منتشر ہونے کا نوٹس دینے کے ساتھ ہی پولیس نے پولیس نے لاٹھی چارج شروع کر دیا۔ اور اس طرح بے شمار نمازی بھی لاٹھی چارج کی لپیٹ میں آ گئے۔

اربابِ اختیار و اقتدار یہ دعویٰ کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ ملک میں پُرامن طور پر اظہار رائے کی مکمل آزادی ہے۔ خود صدر مملکت نے ابھی گذشتہ دنوں اپنی ماہانہ نشری تقریر میں اور پھر ڈھاکہ کے اجتماع میں واضح طور پر یہ اعلان کیا ہے کہ عوام کو آئینی ذرائع سے حکومت تبدیل کرنے کی پوری آزادی ہے لیکن یہ امر انتہائی تکلیف دہ ہے کہ انتخابی سال کے آغاز سے ہی اظہار کے مختلف ذرائع کو مختلف طریقوں سے دبایا جا رہا ہے۔ اس وقت ملک کا شاید ہی کوئی شہر یا قصبہ ایسا ہو جہاں تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۴۴ کے تحت جلسے، جلوسوں اجتماعات وغیرہ پر پابندیاں عائد نہ ہوں۔ ہم ہمیشہ صاف ستھری سیاست کے قائل رہے ہیں اور ہم نے ہلڑبازی کی ہمیشہ مذمت کی ہے لیکن ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ایک جلوس جو ابھی نکلا ہی نہیں (علماء کرام نے قانون و ضوابط کے اندر رہتے ہوتے ابھی جلوس کا آغاز ہی کیا تھا) کو اسے منتشر کرنے کے لئے لاٹھی چارج کا حربہ اختیار کیا گیا ہے۔ اگر علماء کرام کسی مرحلہ پر قانون شکنی کے مرتکب ہوتے اور ہلڑبازی کا مظاہرہ کرتے تو انہیں منتشر کرنے کے لئے کسی انتہائی اقدام کا کوئی جواز بھی تھا۔ جہاں تک قانون کا تعلق ہے اس میں بھی صرف مجرم سزا و تعزیر کے مستوجب سمجھے جاتے ہیں۔ جب تک کوئی شخص جرم کا ارتکاب نہیں کرتا اس وقت تک وہ گرفت و تعزیر سے آزاد ہی رہتا ہے۔ اگر قانون کی حدود میں رہتے ہوتے کوئی آواز بلند کرنا جرم ہے تو متعلقہ اربابِ اقتدار ہی بتائیں کہ ایوانِ حکومت تک اپنی آواز پہنچانے کے لئے کون سا آئینی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے؟ (۲۴ر دسمبر ۱۹۶۸ء)

خطبۂ جمعہ اور مجلس ذکر

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی چونکہ میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ علالت کی وجہ سے حضرت مدظلہ، نہ خطبۂ جمعہ دے سکے اور نہ ہی مجلس ذکر کرا سکے اس لئے خطبۂ جمعہ اور مجلس ذکر کے صفحات شائع نہیں ہو سکے۔ قارئین حضرت مدظلہ کی صحت کاملہ کے دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا بیان

حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی نے اپنے ایک بیان میں جمعیۃ کی تمام شاخوں اور ملک بھر کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ جمعۃ ۳ر جنوری کو حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ، اور دوسرے روزہ دار نمازیوں پر پولیس کے ظالمانہ لاٹھی چارج کے خلاف یوم احتجاج منائیں، تمام خطباء اپنی تقاریر میں اس وحشیانہ اقدام کی مذمت کریں۔ اور حکومت سے مطالبہ کریں کہ وہ اس لاٹھی چارج اور انسانیت سوز جبر و تشدد کے خلاف تحقیقاتی عدالت قائم کرے اور اس بربریت کے ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دے۔

فکر ونظر

قانون کا کفن

قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ العزیز نے لاہور میں دورۂ تفسیر اور حجۃ اللہ البالغہ کے درس کا آغاز فرمایا تو جدید تعلیم یافتہ حضرات نے بھی بڑی کثیر تعداد میں حضرتؒ سے استفادہ کیا اور فیض اٹھایا۔ چنانچہ جن خوش نصیب شخصیات کو حضرت رحمۃ اللہ کی شاگردی کی سعادت حاصل ہوئی ان میں ڈاکٹر سید عبد اللہ زید مجدہٗ کا اسم گرامی بھی شامل ہے ——— اور یہ اسی نسبت کا تعلق ہے کہ جب جمعۃ الوداع کے دن پولیس نے جمعہ کے اجتماع پر بے رحمانہ لاٹھی چارج کیا اور ملک کے کروڑوں افراد کے جذبات کو مجروح کیا اور ان کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں تو ڈاکٹر صاحب کے آنسوؤں نے تحریر کی شکل اختیار کر لی اور انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار "قانون کا کفن" کے عنوان سے کیا۔
ہم یہ مضمون "نوائے وقت" کے شکریہ کے ساتھ ھدیۂ قارئین خدام الدین کر رہے ہیں (ادارہ)

انسان بھی طرفہ مخلوق ہے اسے کبھی کبھی فرشتہ ہونے کا دعوےٰ ہوتا ہے اور کوئی فرشتہ بھی بن جاتا ہے۔ مگر یہ انسان کا مقدّر ہے کہ اس کے ساتھ ایک شیطان بھی ہوتا ہے۔ ماسوا ان انسانوں کے کہ جو خدا کی مدد سے اپنے شیطان کو مغلوب کر لیتے ہیں۔ ورنہ ہوتا یہ ہے کہ انسان جلد گھمنڈ اور غرور میں مبتلا ہو جاتا ہے، کچھ نہ ہونے پر بھی اپنے آپ کو ربّ اعلیٰ سمجھنے لگتا ہے۔ یہی نمرود نے کیا تھا۔ یہی فرعون نے کیا تھا اور یہی ہر وہ انسان کرتا ہے جو اپنے رب کو بھول جاتا ہے اور ذرا سی کشادہ دستی پاکر اپنی حد کو بھول جاتا ہے۔ درحقیقت نفسِ انسانی کی یہی سب سے بڑی محرومی ہے۔

پھر انسان اپنے رب کی تو یوں نافرمانی کرتا ہی ہے، خود انسان سے بھی اس کا سلوک یہی ہے بلکہ اپنے آپ سے بھی اور اپنے آپ پر بھی اس کا ظلم واضح ہے اسی لئے تو یہ دعا آئی ہے "اے رب! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ تو ہمیں معاف کر"۔

انسان کا اپنے رب سے جو سلوک بھی ہو اس سے رب کا کچھ نہیں بگڑتا۔ اس سے اگر کچھ بگڑتا ہے تو انسان ہی کا بگڑتا ہے۔ اور ستم یہ کہ علم اور تہذیب انتہائی ترقی کے بعد بھی یہ نکتہ انسان کو نہیں سمجھا سکی کہ احترام آدمیت میں انسان کو اپنا ہی بھلا ہے۔ جو انسان احترام آدمیت کے مقام کو نہیں سمجھ سکا وہ ابھی حیوانیت کی منزل میں ہے اور اسے حیوان کہنا شاید حیوانیت کی توہین ہے۔

یہ شاید ۱۹۲۴ء یا ۱۹۲۵ء کی بات ہے (صحیح سن اور موقع اچھی طرح یاد نہیں) چوک انار کلی میں کسی آزادی پسند جماعت کا جلوس نکلا مولانا ظفر علی خاں اس کی قیادت کر رہے تھے ادھر پولیس بھی ایک مسلمان ڈی ایس پی کی سرکردگی میں آ پہنچی۔ افسر نے مولانا سے کہا "منتشر ہو جاؤ— پانچ منٹ کے اندر اندر"——— مولانا نے فرمایا۔ "ہم پُرامن ہیں"۔ پھر جلوس سمیت زمین پر بیٹھ گئے اور کہا ہم چل نہیں رہے بیٹھے ہوئے ہیں۔ افسر کہ افسر تھا اور پھر مسلمان تھا اور انگریزوں کے لئے خاص محبت رکھتا تھا نہایت برہم ہوا اور کہا۔ "جلوس ہر حال میں جلوس ہے اور اپنے سپاہیوں کو بڑن کا حکم دے دیا۔

ابھی بڑن شروع ہی ہوا تھا کہ مسٹر اگلوی لاہور کا انگریز ڈپٹی کمشنر موقعہ پر آ پہنچا اور آتے ہی ڈنڈے بازی بند کرا دی اور کہا "جس جلوس کی قیادت ظفر علی جیسا راہنما کر رہا ہو اس سے کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا"۔ اگلوی نے کہا۔ "ہر راہنما اپنی ذمہ داری کا احساس رکھتا ہے اور جب وہ کہتا ہے کہ میں پُرامن رہوں گا تو اس کی بات پر اعتبار کرنا" یہ کہہ کر آگے بڑھا اور مولانا ظفر علی خاں سے مصافحہ کیا اور کہا۔ "آپ کی سرکردگی میں جلوس جدھر جائے گا مجھے کسی تحفظ کی ضرورت نہ ہو گی۔

ہم لوگ اس زمانے میں کم عمر تھے ایک انگریز افسر کی اس شرافت سے بیحد متاثر ہوئے اور اگرچہ سخت انگریز دشمنی کا زمانہ تھا اس لئے ہم نے اس میں بھی بُری نیّت کا شبہ کیا تاہم دل پر دو تین باتوں کا نقش جم گیا۔ ایک تو یہ کہ مسلمان جب اتفاقاً افسر ہو جاتا ہے تو اسے اپنے ہم قوموں پر سخت غصّہ آتا ہے۔ دوسرا تاثر انگریز کے تدبّر و تحمّل کا تھا اور تیسرا اس کا کہ انگریز کے دل میں بہر حال انسان کا احترام ہوتا ہے حالانکہ یہ خصوصیت مسلمان سے وابستہ ہونی چاہئے۔

یہ قصّہ عہدِ قدیم کا ہے — کہانی عہدِ حاضر کی سنئے — میرا قلم لاہور کی شکستہ بسوں کے غم میں اشکبار، سنگ باری اور سنگ ساری کی مذمّت میں شذرے لکھ رہا تھا کہ ایک نیا دل دوز واقعہ پیش آیا۔ جمعۃ الوداع کے روز، میرے استاد کے لختِ جگر (عبید اللہ انور) کے ساتھ پولیس کے افسروں نے سخت بدسلوکی کی۔ میں نے جن جن لوگوں سے واقعہ سنا اس امر کی تصدیق ہوئی کہ آزادی کے ۲۱ برس بعد بھی منتظم، انتظام اور انتقام میں فرق نہیں کر پاتے۔ جب کوئی منتظم انتظام میں غصّہ و انتقام کا شکار ہو جاتا ہے تو یقین مانئے اس کے اندر کا انسان یا تو مر چکا ہوتا ہے یا اس پر اس کا شیطان غالب ہو چکا ہوتا ہے ایسے موقعوں پر بعض انگریزی داں لوگ جن کی بصیرت پر دَورِ انگریزی کے غلاف چڑھے ہوئے ہیں فرمایا کرتے تھے "جناب! اس ملک کے لوگ ڈنڈے ہی سے ٹھیک ہوتے ہیں۔ بجا فرمایا آپ نے ——— لیکن جناب والا! یہیں سے اس تشدّد پسندی کا جواز نکلتا ہے جس کے خلاف آپ وعظ فرماتے رہتے ہیں اور ہم سے بھی خطبے لکھواتے رہتے ہیں۔ سن رکھئے، تشدّد کوئی یک طرفہ امر نہیں۔ ایک تشدّد سے دوسرا جوابی تشدّد پیدا ہوتا ہے۔ جب تنظیم اور قانون کی طاقتیں اپنی حد سے تجاوز کر جائیں گی اور قانون کے معمولات سے آگے بڑھ کر انتقام اور ایذا رسانی کو معمول بنائیں گی تو اس سے جوابی ردِّ عمل کا ذہن لازماً تیار ہو گا۔ اور یہ قوم و ملک اور انسانیت دونوں کے لئے بربادی کا باعث ہو گا ——— احترام آدمیت ہر حال میں واجب ہے۔ کم از کم

اتنا ہی سہی جتنا انگلوی نے ظفر علی خاں کے حق میں روا رکھا تھا۔

مگر افسوس ہے کہ ایسا نہ ہوا۔ انسان نے انسان کی عزت نہ کی اور وہ کچھ کیا جو معمول کے مطابق نہ تھا بلکہ تقاضائے وقت و انتظام سے کچھ زیادہ ہی تھا۔ اس پر دیکھنے والوں کی آنکھیں اشکبار ہوئیں کچھ اس لئے کہ زیادتی بے اندازہ ہوئی، کچھ اس لئے کہ ایک صاحبِ اقتدار مسلمان نے دین کے ایک مسند نشین کے ذاتی ناموس اور وقار و احترام کو غیظ و غضب کا نشانہ بنایا اور کچھ لوگ اس لئے بھی روئے کہ جس شخص پر دستِ تطاول دراز ہوا وہ کئی برس تک مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں درس دیتا رہا —— اور میرے جیسے کئی اس لئے مغموم ہوئے کہ یہ ستم زدہ استخوان شکستہ ہمارے استاد عالی مقام کا فرزندِ رشید ہے۔

یہ مسلّم ہے کہ جس طرح احترام آدمیّت ایک عظیم دستور ہے اسی طرح احترام قانون بھی شہریت و تہذیب کا اوّلین قاعدہ ہے اور راقم کے قلم نے قانون کے احترام کی اہمیت ظاہر کرنے اور شرافتوں کی پاسداری کے بارے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ لیکن یہ فیصلہ لازم ہے کہ قانون کا تقاضا کیا تھا اور اس سے آگے کیا ہوا؟ کیا یہ سب کچھ ضروری تھا؟ کیا اس کے بغیر قانون کا اقتضا پورا نہ ہوتا تھا؟ کیا اس میں غصہ و انتقام کا عنصر شامل تھا؟ اور بالآخر یہ کہ اس انتقام کی خاص وجہ یہ بھی کوئی تھی یا نہ تھی؟ —— جس شہر میں طلباء، وکلاء، صحافی، مزدور، اہلِ قلم بلکہ گونگے اور بہرے بھی مظاہرہ کر چکے ہوں اور ان کے ساتھ انتقامی سلوک نہ ہوا ہو وہاں صرف اہلِ دین کو اس ستم خاص کے لئے مخصوص کرنا کہاں تک روا تھا؟

ان مسائل کی سیاسی بحث اہلِ سیاست کا کام ہے، یہ اپنا مضمون نہیں، نہ اس کے سیاسی حصّے سے مجھے سروکار ہے۔ البتہ اس مسئلے کا انسانی پہلو ہے اور وہی راقم کے مدِ نظر ہے۔ میں جو کچھ لکھ رہا ہوں تہذیب، شہریت اور انسانیّت کے نقطۂ نظر سے اور ایک ادیب ادب شناس کی حیثیت سے لکھ رہا ہوں۔ میری تنقید کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اختلافات کے صدرنگ تنوعات کے باوجود انسانیت کی رعایت ہر حال میں لازم ہے۔ میں اس منطق کی سخت مذمت کرتا ہوں کہ اس ملک کے باشندے ڈنڈے سے ہی ٹھیک ہوتے ہیں اور قطعہ صرف اس ملک کے باشندوں کا نہیں بلکہ عام انسانوں کے متعلق بھی یہ درست ہو سکتا ہے لیکن یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ ہزارہا برس کے تجربوں کے بعد انسانوں نے جو تہذیب تعمیر کی اس نے یہ بتایا کہ بالآخر انسانوں کو ڈنڈے کی منطق سے ہٹنا پڑے گا۔ کیونکہ تہذیب یہی کہتی ہے۔

اور اس بارے میں خود خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ موجود ہے کہ انہوں نے سخت اشتعال کی حالت میں بھی اعتدال و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ پھر ڈنڈے کا فلسفہ اس کے لئے بھی مفید نہیں جس کے ہاتھ میں سرکاری لاٹھی ہے۔ اور اس کے لئے بھی مضر ہے جو اینٹ پتھر سے توپ و تفنگ کا کام لیتا ہے۔

اور جس کے ہاتھ میں سرکاری لاٹھی ہے اس کے ذمے داری نہایت سنگین ہے۔ کہیں طاقت کا عارضی نشہ، لاٹھی بردار کو غصہ میں جنون اور زیادتی اور انسانیت کشی پہ آمادہ نہ کر دے!

یہی وہ مقام ہے جہاں انسان کے اندر شیطان نفسِ انسانی کو طاقت کے فریب میں مبتلا کر دیا کرتا ہے م

گورنر مغربی پاکستان کی توجہ کے لئے

گورنر موسیٰ کی ہدایات

لاہور۔ ۱۷ر دسمبر (اپ پ، پ پ ا) مغربی پاکستان کے گورنر مسٹر محمد موسیٰ نے کل یہاں اعلیٰ افسران سے خطاب کرتے ہوئے ان کو جو ہدایات دیں وہ درج ذیل ہیں:۔

۱۔ عوام اور حکّام کے درمیان اعتماد کے لئے تمام عوامی مسائل پر فوراً توجہ دی جائے۔

۲۔ اعلیٰ حکام، عوام کے طبقوں اور ہر مکتب فکر کے افراد سے رابطہ رکھیں۔ کسی کو یہ شکایت نہ رہے کہ اعلیٰ افسر سے مل کر اپنی شکایت دُور نہیں کرا سکتا۔

۳۔ جو لوگ افسران سے ملنے آئیں ان سے گھنٹوں انتظار نہ کرایا جائے۔

۴۔ عوام کی شکایات پر توجہ نہ دینے والے افسران کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے۔

۵۔ ماتحت افسران کو محض قابلیت کی بنیاد پر ترقی دی جائے یا تبادلہ کیا جائے اور ان کے فرائض متعین کئے جائیں۔

۶۔ کسی بھی سرکاری افسر کو اقربا پروری زیب نہیں دیتی۔

۷۔ سخت محنت کی جائے، خلوص سے کام کیا جائے۔ اور پابندیٔ وقت کے ساتھ فرائض انجام دئے جائیں۔

۸۔ کوئی شخص صوبائی دارالحکومت سے کتنا ہی دُور کیوں نہ ہو اس کی شکایت پر فوراً غور ہونا چاہئے۔

۹۔ دور دراز علاقوں کے لوگوں کے مسائل مقامی انتظامیہ خود حل کرے اور صرف بڑے بڑے مسائل سکریٹریٹ کو بھیجے جائیں۔

۱۰۔ سماج دشمن نوعیت کی بدعنوانیوں اور رشوت کا خاتمہ کیا جائے۔

۱۱۔ وطن کی سالمیت اور ایک یونٹ کے تحفّظ کے لئے افسران اپنا کردار ادا کریں۔

۱۲۔ محکمہ قانون نے اجازت دے دی تو رشوت کے خاتمے کے لئے ترمیمی قانون فوجداری استعمال کرنے میں کوئی پس و پیش نہ کیا جائے۔ (جنگ ۱۹ر دسمبر ۶۸ء)

لاہور کی ضلعی انتظامیہ کا اس کی تعمیل میں پہلا اقدام اور شق اوّل پر عمل یہ ہے کہ

— اس نے —

روزہ دار علماء کرام اور نمازیوں پر

جمعۃ الوداع کے دن

— عین نماز کی حالت میں —

بے رحمانہ لاٹھی چارج کر کے

خواتین اور بچوں تک کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا

— اور —

ملک کے کروڑوں افراد اور شخصیات کے جذبات کو مجروح کر کے حکومت پر عوام کے اعتماد کو مزید متزلزل کیا۔

— یہ —

گورنر کی ہدایات کی پہلی شق

— پر —

صوبائی دارالحکومت کے افسران کا عمل ہے

باقی شقوں پر کہاں تک عمل ہوتا ہے اور گورنر صاحب کہاں تک اپنے احکام کی تعمیل کرا سکیں گے وقت ہی بتائے گا ؎

"قیاس کن ز گلستان من بہار مرا"

توکّل

اللہ اور بندے کے درمیان ایک قوی رابطہ کا نام ہے

(مولوی) قاضی عبدالرشید ارشد (فاضل جامعہ مدنیہ) لاہور

وَ مَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمۡرِهٖ ؕ قَدۡ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَىۡءٍ قَدۡرًا۔
(پ ۲۸ رکوع ۱۷)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے گا۔ پس وہ (اللہ) اس کے لئے کافی ہے اللہ اپنا حکم پورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر ایک شئے کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

اللہ تعالےٰ کو اس کی ذات پر بھروسہ رکھنے والے بہت محبوب اور پسند ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرنے کی بار بار ترغیب دی گئی ہے اور متعدد مقامات پر متوکّلین کی تعریف فرمائی گئی ہے۔ ارشاد ہے۔ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔ اور مومنوں کو چاہئے کہ وہ اللہ ہی پر توکّل کریں۔ ہر معاملہ میں اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں اللہ ہی نعم الوکیل ہے۔ یعنی بہترین وکیل اور کارساز ہے۔ وکیل اس کو کہتے ہیں جس کے معاملہ سپرد کیا جائے۔ معاملات خواہ کاروباری ہوں، گھریلو ہوں یا جنگ و جدال کے ہوں سب میں اُسی کی ذات پر بھروسہ کرنا چاہئے، اسی کو اپنا وکیل بنانا چاہئے۔ جو لوگ اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتے ہیں خدا ان کی امداد کرتا ہے اور انہیں اپنا محبوب بناتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَوَكِّلِيۡنَ۔ اللہ توکّل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے ــــ حدیث شریف میں ہے:۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حسابھم الّذین لا یسترقون ولا یتطیرون و علیٰ ربّھم یتوکّلون۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امّت میں ستّر ہزار آدمی ایسے ہوں گے جو جنّت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ یہ وہ ہوں گے جو ناجائز کلمات سے جھاڑ پھونک نہ کراتے ہوں گے اور بدفالی نہ لیتے ہوں گے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہوں گے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو انکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ ــــ یعنی اگر تم اللہ پر کما ینبغی توکّل رکھو گے لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصا و تروح بطانا ـــ تو ضرور اللہ تمہیں رزق دے گا جیسے کہ پرندوں کو۔ کہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور رات کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔

اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بہت سے ایسے ارشادات ہیں جن میں اللہ پر توکّل و اعتماد رکھنے پر زور دیا گیا ہے اور متوکلین علی اللہ کی فضیلتیں بیان ہوئی ہیں۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے جاں نثاروں کا یہ حال تھا کہ ہر معاملہ اللہ ہی کے سپرد کرتے، اللہ پر کامل درجہ توکل اور بھروسہ رکھتے۔

قرآن کریم میں صحابہ کرام کے توکّل سے متعلق سے متعلق ایک واقعہ یوں بیان ہوا ہے:۔

اَلَّذِيۡنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَـكُمۡ فَاخۡشَوۡهُمۡ فَزَادَهُمۡ اِيۡمَانًا ۖ وَّقَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ۔ فَانۡقَلَبُوۡا بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ۔

(یعنی) یہ (صحابہؓ) ایسے لوگ ہیں کہ ان سے کچھ لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے خلاف بڑا سامان اکٹھا کیا ہے پس ان سے ڈرو۔ لیکن اس (پروپیگنڈے) نے ان کا ایمان اور بڑھا دیا اور (جواب میں صحابہؓ) بولے کہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ ہمارے لئے اللہ کافی ہے۔ اور وہی بہترین کارساز ہے (اور) پھر یہ لوگ (یعنی صحابہؓ) اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس آئے۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک موقعہ پر جبکہ مسلمان اور کفار ایک دوسرے کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہے تھے ابوسفیان نے (جو ان دنوں مسلمانوں کا بہت بڑا دشمن تھا) چند آدمیوں کو مسلمانوں کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ انہیں یہ کہہ کر کہ مکہ والوں نے تمہارے خلاف بہت سا سامان حرب جمع کر رکھا ہے۔ مرعوب اور خوفزدہ کریں۔ سو وہ اسی مقصد کے تحت آئے اور صحابہؓ کے ساتھ کفار کی عسکری قوتوں کا تذکرہ (بڑھا چڑھا کر یا صحیح طور پر) کرنے لگے اور ناصحانہ انداز میں کہا کہ اُن (کفار) سے ڈرو۔ مگر صحابہ کرامؓ انہیں جواب میں کہتے حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ ہمارے لئے ہمارا اللہ کافی ہے، وہی ہماری حفاظت و حمایت کرے گا۔ گویا بجائے اس کے کہ ان کی ایسی باتوں سے صحابہ میں بد دلی پھیلے اور پست ہمت ہوں اور زیادہ جوش میں آ گئے۔ ان کا ایمان یہ باتیں سن کر بڑھ گیا۔ کیونکہ یہ باتیں سن کر ان کی توجہ اللہ کی طرف اور زیادہ ہوگئی اور اللہ کی طرف توجہ جس قدر زیادہ ہوگی ایمان اتنا ہی قوی اور زیادہ ہوگا۔

غرضکہ صحابہ کرامؓ اللہ پر توکّل کرتے ہوئے میدان جنگ کی طرف بڑھتے۔ میدانِ جنگ میں صحابہ آٹھ دن تک کفار کا انتظار کرتے رہے مگر وہ نہ آئے (اگرچہ چیلنج کفار ہی نے دیا تھا) آخرکار صحابہ کرام واپس تشریف لے آئے۔ خداوند کریم فرماتے ہیں ــــ فانقلبوا بنعمۃ مّن اللہ و فضل۔

وہ (صحابہؓ) اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹے۔ نعمت سے مراد خدا کی رضا، خدا کے ہاں مقبولیت اور ایمان کی ترقی ہے اور فضل کے ساتھ واپس آنے کا مطلب یہ ہے کہ بہت سا مال و اسباب پا کر واپس ہوتے کیونکہ ان دنوں وہاں ایک میلہ تھا جہاں صحابہؓ نے ڈیرے جمائے تھے۔ صحابہؓ نے وہاں تجارت کی جس سے بہت سا مال ہاتھ آیا۔ خلاصہ یہ کہ توکل علی اللہ کی بدولت وہ تکلیف سے بھی محفوظ رہے، ایمان کی ترقی بھی نصیب ہوئی، اجر عظیم کی بشارت بھی ملی اور مالی نفع بھی حاصل کیا۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ڈر اللہ سے اس قدر کہ اس سے زیادہ تجھے کسی کا ڈر نہ رہے۔ محبت کر اللہ سے اس قدر کہ اس سے زیادہ تجھے کسی سے محبت نہ رہے۔ بھروسہ رکھ اللہ پر اس قدر کہ اس سے زیادہ تجھے کسی پر بھروسہ نہ رہے۔

جو لوگ اللہ تعالٰی پر توکل رکھتے ہیں وہ مال کی کمی بیشی کو کبھی خاطر میں نہیں لاتے۔ کیونکہ انہیں مال و اسباب پر نہیں بلکہ مسبب الاسباب پر بھروسہ و اعتماد ہوتا ہے۔ متوکل حرص و لالچ ایسے تکلیف دہ مرض سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ متوکل کے گھر میں اگر رات کو کھانے کے لئے جَو بھی موجود نہ ہوں تو بھی اس کی ہمت پست نہیں ہوتی۔ وہ انتہائی ناداری و غربت میں بھی کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتا۔ کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ اس نے جس ذات پر بھروسہ کیا ہوا ہے وہ ذات رب العالمین ہے۔ علیٰ کلّ شیءٍ قدیر ہے۔ فعّال لما یرید ہے، اس کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں۔ وہی دانا اور بخشندہ ہے وہ ضرور اس کی امداد کرے گا۔

متوکل کی نظر ہمیشہ اپنے رب پر رہتی ہے۔ اس کا دھیان ہر وقت خدا ہی کی طرف ہوتا ہے۔ وہ کسی بھی حالت میں غیر کا سہارا نہیں لیتا، کسی کی چاپلوسی و خوشامد نہیں کرتا۔ وہ عزت کی زندگی گذارتا ہے اور عزت کی موت مرتا ہے۔

توکل اللہ اور بندے کے درمیان ایک قوی رابطہ کو کہتے ہیں۔ عقلمند آدمی اس رابطہ کو توڑنا پسند نہیں کرتا۔ اللہ کے نیک بندے ہر اس چیز سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں جو اس رابطہ کو کمزور کرنے کا باعث بنتی ہو۔

توکل بندہ اور مولا کے درمیان گہرے تعلق کا نام ہے، اللہ کے پاک بندے اس (تعلق) کی ہر وقت نگہداشت کرتے ہیں۔ کسی قیمت پر بھی اس (تعلق) کو توڑنا یا کمزور کرنا پسند نہیں کرتے۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی قدس سرہٗ کے بعض شاگردوں کو جب اس بات کا علم ہوا کہ آپ کے گھر میں اکثر فاقہ رہتا ہے تو آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو حضرتؒ کے گھر مہینے بھر کا سامان خورد و نوش پہنچانا چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کرنا شروع کیا۔ آپ کو جب یہ معلوم ہوا تو سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور انہیں آئندہ سامان لانے سے سختی کے ساتھ روک دیا ——— فرمایا تمہارے ایسا کرنے سے میرے توکل میں فرق آ جائے گا۔ کیونکہ اب تو مجھ پر جب تنگی آتی ہے تو میرا دھیان صرف خدا کی طرف ہوتا ہے، اسی کی امداد کا منتظر رہتا ہوں۔ اگر تم سامان لاتے رہے تو میرے دل میں یہ خیال بھی ضرور آئے گا کہ اب پہلی تاریخ قریب ہے۔ میرے ساتھی سامان لے آئیں گے۔ اور یہ مجھے ہرگز پسند نہیں کہ خدا کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف دھیان رہے۔ کیونکہ یہ توکل کے خلاف ہے اس لئے آئندہ کبھی سامان نہ لانا (اولٰئک آبائی فجئنی بمثلہم)

توکل کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آدمی بیکار بیٹھا رہے، کوئی کام نہ کرے، دنیا سے بالکل بے تعلق ہو کر رہ جائے۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان دنیا کے کام کرتا رہے۔ (کیونکہ شریعت مطہرہ نے اسباب اختیار کرنے سے نہیں روکا) تجارت کرے، صنعت و حرفت سیکھے۔ ملازمت اختیار کرے مگر اعتماد اور بھروسہ تجارت، صنعت و حرفت اور ملازمت پر نہ ہو بلکہ اعتماد صرف خدا کی ذات پر ہو۔ اعتماد کے لائق فقط اسی کی ذات پاک ہے ؎

گر توکل می کنی در کار کن
کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
(رومیؒ)

بقیہ : ارشادات مجالس ذکر

یاد نہ سکھائی۔ انگریز خود بے ایمان تھا وہ ایمان کا سبق کیسے دے سکتا تھا۔

۲۱ر ستمبر ۱۹۶۱ء جمعرات

تین وظیفے

ذکر کے بعد فرمایا۔ آج میں تین وظیفے بتاتا ہوں ان کا التزام کریں گے تو جنت نصیب ہوگی۔ جنت میں جانا کوئی مشکل نہیں ہے جن کا میرے ساتھ بیعت کا تعلق ہے انہیں تو زور سے کہتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے میرے ساتھ عہد کیا ہوا ہے کہ آپ کی بات مانیں گے اور عمل کریں گے۔ دوسروں کو ترغیب دلاتا ہوں۔ اگر وہ کریں گے تو اُن کے اس نیک کام میں میرا بھی حصہ ہو جائے گا۔ کیونکہ الدال علی الخیر کفاعلہ۔

وہ تین وظیفے یہ ہیں (۱) پہلا وظیفہ درود شریف ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دفعہ درود شریف پڑھنے سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں، دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ گویا ایک دفعہ درود شریف پڑھنے سے تیس فائدے ہوتے۔ روزانہ کم از کم ایک تسبیح درود شریف کی پڑھ لیا کریں۔

۲- دوسرا وظیفہ استغفار ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو استغفار کا التزام کرے، اللہ اس کے لئے تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے، غم کی جگہ فرحت عطا کرتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

۳- تیسرا وظیفہ ہے جس کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمٰن سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔ (ح)

(۴)- تینوں وظیفوں کی کم از کم ایک ایک تسبیح روزانہ پڑھنے کا التزام کیا جائے

ارشاداتِ مجالسِ ذکر

از: حضرت شیخ التفسیر سیدنا و مولانا احمد علی لاہوریؒ ——— مرتبہ: محمد مقبول عالم بی اے لاہور

"نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں"

۲۴ر دسمبر ۱۹۵۹ء جمعرات

رضائے الٰہی

ذکر کے بعد فرمایا۔ ہر جمعرات کو مجلسِ ذکر اس لئے ہوتی ہے کہ اللہ کی رضا حاصل کی جائے اور رضائے الٰہی کا تمغہ جو جنت کا لائسنس ہے اس کی ہر جمعرات کو تجدید ہو جائے۔

اللہ تعالٰے کا حکم ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ الخ (۱۸ : ۲۸) اپنے آپ کو ان لوگوں کی صحبت میں پابند رکھو جو صبح و شام خدا کی یاد کرتے ہیں اور اپنی نظر اُن سے نہ ہٹاؤ۔ اگر تم دنیا داروں، مالداروں کی طرف دیکھوگے تو لالچ پیدا ہو گا کہ کاش ہمارے پاس دولت ہوتی۔ اس طرح تم اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاؤگے۔

کاملین کی صحبت میں رہنے سے رنگ چڑھتا ہے۔ گھر بیٹھے رنگ نہیں چڑھتا۔ کسبِ کمال کے لئے کامل کی صحبت ضروری ہے۔ دنیا کا کوئی کمال استاد کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا تو رضائے الٰہی کا رنگ ہادی کے بغیر کیسے چڑھ سکتا ہے۔

اللہ کو کھرے آدمی چاہئیں کھوٹے نہیں چاہئیں۔ لاہور میں ایسے باکمال ہیں جو مٹی کے بینگن، کریلے وغیرہ بناتے ہیں۔ ان کی شکل اصل سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ لیکن کوئی انہیں نہیں پکاتا، کیونکہ وہ اصلی نہیں نقلی ہوتے ہیں۔ اگر تمہیں کوئی چیز نقلی نہیں چاہئے تو اللہ کو بھی نقلی بندے درکار نہیں ہیں۔ اللہ کا ذکر کھرا بنانے کے لئے ہے، اللہ والوں کی صحبت میں اَن پڑھوں پر بھی رنگ چڑھ جاتا ہے۔ میرے حضرت کے ہاں اللہ ورایا اَن پڑھ خادم تھا کسی نے شکایت کی کہ بچے لنگر کی کچی کھجوریں توڑتے ہیں۔ اللہ ورایا نے فرمایا "ان بدمعاشوں کو پکڑ کر لاؤ میں انہیں سزا دوں"۔ اس نے بے ساختہ کہا "حضرت! سب سے بڑا بدمعاش تو میں ہوں"۔ حضرت کی طبیعت کا رُخ بدل گیا اور وہ چپ ہو گئے۔

آج کا عنوان تھا جو اللہ کی رضاء کا طالب ہوتا ہے وہ اس کی طرح نہیں ہو سکتا جو غضب الٰہی کماتا ہے۔ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ (۳ : ۱۶۲) جو لوگ اللہ کی رضا کے طالب ہوتے ہیں، اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور کاملین کی صحبت میں رہ کر رنگ چڑھاتے ہیں۔ کیا وہ ان کی طرح ہو سکتے ہیں جو نام کے مسلمان ہیں۔ اور کبھی اللہ کا نام نہیں لیتے۔ دنیا کمانے میں لگے ہوتے ہیں۔ ایسے دنیا دار مسجد کی ٹوٹی ہوئی چٹائیوں پر بیٹھنا کسرِشان سمجھتے ہیں تو ہمارا ٹوٹا ہوا جوتا بھی ان کی کوٹھیوں میں جانا کسرِشان سمجھتا ہے۔ جو لوگ دُور دُور سے آتے ہیں اور باہر سے بھی آتے ہیں۔ مجھے ان کی قدر ہے وہ اللہ کے نام کی خاطر آتے ہیں۔

۲۶ر جنوری ۱۹۶۱ء جمعرات

رضائے الٰہی

ذکر کے بعد فرمایا۔ کسی اللہ والے نے کہا ہے ؎

تا سودہ نہ گردی تہِ سنگ
ہرگز بکفت پائے یار نرسی

کہ جب تک حنا کی طرح تو پتھر کے نیچے نہیں پستا، یار کے پاؤں میں نہیں پہنچ سکتا۔

مطلب یہ ہے کہ جب تک اللہ کی رضا میں اپنے آپ کو فنا نہیں کرتے، مقبولِ بارگاہِ الٰہی نہیں بن سکتے۔ زندگی کا مقصد کسبِ رزق نہیں بلکہ اللہ کی یاد اور اس کی رضا ہے۔ رزق کا ذمہ تو اللہ نے خود لیا ہوا ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔ (۱۱ : ۶)

انگریزی تعلیم کا اثر ہے کہ سب ملازمت حاصل کرنے کے لئے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ رضائے الٰہی کے لئے تعلیم حاصل نہیں کرتے۔ دین کی تعلیم نہیں ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ والدین کے نافرمان ہیں، مائیں میرے پاس آتی ہیں کہ بیٹا کماتا ہے سب کچھ باہر خرچ کر دیتا ہے مجھے کچھ نہیں دیتا۔

میں نے اپنے لڑکوں کو انگریزی نہیں پڑھائی۔ تینوں عالم ہیں، اللہ مجھے بھی رزق دیتا ہے۔ میں کوئی کام نہیں کرتا ۴۴ برس ہو گئے ہیں اللہ کے دین کی خدمت کرتا ہوں۔ اللہ بھی کسی کے دل میں ڈال دیتا ہے جو دئیے جاتے ہیں۔ ورنہ میں کسی سے مانگتا نہیں نہ تنخواہ لیتا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کو بھی ایسے ہی رزق ملتا تھا۔ رزق لوگوں کے واسطے ہی سے آتا ہے نہ کہ آٹے کی بوریاں آسمان سے آتی ہیں۔

اگر توکل ہو تو صرف خدا کی یاد کریں اور اپنے ہاتھ پاؤں کو دین کی خدمت میں صرف کریں، اللہ رزق دے گا۔ میں کئی بار کہہ چکا ہوں۔ جمعہ میں کہا ہے۔ عورتوں اور مردوں سب کو کہا ہے کہ تم بھی مسجد میں بیٹھ جاؤ، میں بھی بیٹھ جاتا ہوں۔ سب خدا کی یاد کریں اور جو پروگرام بتاؤں اس پر عمل کریں۔ دیکھو اللہ خود رزق بھیجے گا۔ دو تین دن فاقہ تو آئے گا لیکن پھر زردے پلاؤ کی دیگیں آئیں گی۔ تم رزق کے لئے کیوں فکر کرتے ہو۔ رزق مقدّر تو ضرور ملے گا۔ اگر تمہیں توکّل نہیں تو بے شک کسبِ معاش کرو۔ لیکن خدا کی یاد بھی کرو مگر انگریزی تعلیم نے تو صرف کسبِ معاش سکھایا، خدا کی

(باقی صفحہ پر)

جزاک اللہ خیراً کہنے کی اہمیت

(مولوی فضل الرحمٰن قاضی بٹل (ہزارہ))

آج کی دنیا کو علم کی دنیا اور موجودہ دور کو ترقی اور روشنی کا دور کہا جاتا ہے۔

اگر دنیا سازی اور مادہ پرستی کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو آج کل کے شب و روز واقعی آنکھوں کو خیرہ اور عقلوں کو دنگ کرنے والے ہیں۔ اور اگر خدا پرستی کے زاویۂ نظر سے مشاہدہ کیا جائے تو موجودہ لیل و نہار سے گھناؤنے اور تاریک ترین حالات سینہ گیتی پر آسمان دنیا نے شاید ہی دیکھے ہوں ——— روئے زمین پر جس طرح مختلف ادیان و مذاہب کی بہتات ہے اسی طرح علوم و فنون کی بھی کثرت ہے۔ لیکن خالق کائنات کے نزدیک جب اسلام ہی دین اور مجرد دین ہے تو پھر مسلمانوں کے حق میں بھی دنیوی اور اخروی مقاصد کے حصول کے لئے وہی علم و فن نافع اور وقیع ہے جس کا درس دینِ اسلام دیتا ہے ——— لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اعتقاداً تو علم دین کی افادیت اور اہمیت سے ہمیں انکار نہیں لیکن عملاً ہم دین سے کوسوں دور ہیں ——— الا ما شاء اللہ۔

علم برائے علم کی حد تک ایسے افراد و نفوس کی کمی نہیں جن پر ہونے کا اطلاق نہ ہو سکے لیکن علم برائے عمل کے میدان میں جو قحط الرجال ہے وہ دیکھ سکنے اور محسوس کر سکنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ دین اسلام نے جتنا زور علم پر دیا ہے اس سے کہیں زیادہ زور عمل پر دیا ہے اور اہلِ دانش نے تمثیلی پیرایہ میں ذہن نشین کرایا ہے کہ اَلْعَالِمُ بِلَا عَمَلٍ کَشَجَرٍ بِلَا ثَمَرٍ ——— جاننے والا بدون عمل کے بے پھل درخت ہے۔ چنانچہ اسلام نے قطعیت کے ساتھ یہ فیصلہ کر رکھا ہے اور اس فیصلہ پر قرآن و سنت گواہ ہے کہ جہاں علم دین کے بغیر رضائے الٰہی کی راہ متعین کرنا ناممکن ہے وہاں عمل کے بغیر رضائے خداوندی کو حاصل کرنا بھی محال ہے۔ علم کے بغیر خداوند کریم کی مرضیات معلوم کرنے کا اگر کوئی ذریعہ نہیں تو پھر علم کے ہوتے ہوئے عمل سے فرار بھی بڑی جہالت اور ضلالت ہے بلکہ مؤخر الذکر صورت ہی عند اللہ زیادہ قابل مواخذہ و گرفت ہے اور جب ہی تو ارشاد ہوا ہے اِعْلَمُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔ عمل کرو اور یہی تقویٰ داری کے زیادہ قریب ہے۔

اسلام علم کے بعد جس عمل کی دعوت دیتا ہے اور عمل کے لئے جو بنیادی محور قائم کرتا ہے وہ قرآن مجید میں یوں مذکور و موجود ہے وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تم کو دیں اس کو لے لو۔ اور جس سے منع فرمادیں اس سے باز آ جاؤ)

اس لئے کہ وہ جس کام کے کرنے کا حکم فرماتے ہیں یا جس کام سے باز رہنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔ اس میں آپ کی بشری حیثیت سے ذاتی اور نفسانی خواہش کا دخل نہیں ہوتا بلکہ اس وحی الٰہی کی تعمیل ہوتی ہے جو اللہ تبارک و تعالےٰ آپ پر نازل فرماتے ہیں۔

اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینِ اسلام کا حقیقی اور واحد ترجمان و شارح یقین کرتے ہیں تو پھر حق یہ ہے کہ ہم زبان پر کوئی کلمہ لانے، ہاتھ سے کوئی کام کرنے یا اس کے لئے کوئی قدم اٹھانے، کسی امر پہ دل و دماغ سے سوچنے اور کسی چیز کو دیکھنے کا ارادہ کرنے سے پہلے یہ معلوم کر لیں کہ اس بارے میں خدا کا حکم اور رسولِ خدا کی ہدایت کیا ہے؟ اور یہ احتیاط اس احساس ذمہ داری اور خوف محاسبہ سے ہو کہ بروئے ارشاد باری:-

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ———

بے شک کان، آنکھ اور دل ان تمام کے بارے میں باز پرس ہو گی۔

رحمتِ خداوندی بہا نہیں ڈھونڈتی بلکہ بہانہ ڈھونڈتی ہے اور قدم قدم پر اپنے خزانہ کے موتی بکھیرتی ہے مگر ہم ہیں کہ بعض تو ہم بے علمی کی وجہ سے اور بے عملی کی وجہ سے ان جواہر پاروں کو ہتھیانے اور ان سے دامن بھرنے سے محروم رہ جاتے ہیں اور اس محرومی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ مغربیت کی پُرفریب روشنی نے ہماری اکثر کی آنکھوں کو اس قدر چندھیا دیا ہے کہ اسلامی ہلکے پھلکے مگر بیش بہا جواہر ریزوں کی چمک دمک بھی ہم محسوس نہیں کرتے۔

مثال کے طور پر ہمارا معمول یہ ہے کہ جب کوئی ہمارے ساتھ کوئی بھلائی و احسان کا معاملہ کرتا ہے تو ہم ادائے شکر کے طور پر نوازش، شکریہ اور مہربانی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں ـــ نظر بظاہر ان الفاظ کا استعمال کوئی معیوب امر نہیں لیکن حقیقتاً ادائے شکر کا یہ طریقہ مغرب سے درآمد شدہ ہے۔ اور ان مغربی بابو لوگوں کی سنت ہے جو ایسے مواقع پر "تھینک یو، تھینک یو" کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ اس طریقۂ تشکر سے ایک طرف تو تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُ "جس نے جس قوم سے مشابہت اختیار کی وہ اسی سے ہے" والی وعید ہم پر صادق آتی ہے تو دوسری طرف ہم بھلائی کرنے والے کا حق ادا کرنے اور اس بارے میں شارع علیہ السلام کی جاری کردہ سنت کی برکات سے بھی محروم رہ جاتے ہیں وہ سنت اسامہ بن زیدؓ اپنی روایت میں یوں بیان کرتے ہیں کہ قال:-

صُنِعَ اِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ
جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ اَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کا معاملہ کیا گیا اور اس کے

(باقی ص۱۴ پر)

مشتاق حسین صاحب بخاری

عبادت اور دنیا کا تعلق

"عبادت" لفظ 'عبد' سے متعلق ہے لغوی معنی 'بندگی' کے ہیں اور جب لفظ بندگی کہا جائے تو 'مالک' اور 'آقا' کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ آقائے حقیقی خداوند تعالےٰ کی ذات ہے جس ہستی کو دنیا کا ہر ذی روح تسلیم کرتا ہو انسان احسن الخلق ہونے کی حیثیت میں نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ مختلف طرائق سے مشاہدہ بھی کرتا ہے۔ چونکہ خالق کائنات نے اپنا وجودِ پاک مخلوق کی ظاہری بینائی سے مخفی رکھا ہے۔ اس لئے بعض کور باطن اُسی کی دی ہوئی عقل و دانش کا غلط استعمال کر کے اُس ہستی سے انکار بھی کر بیٹھتے ہیں لیکن ان کے شعور میں اس کا تجسس موجود ہوتا ہے۔ اُس کا فکر ضد اور ہٹ دھرمی سے نہ مانے تو نہ مانے لیکن زندگی میں بارہا اس کی عظمتوں، رحمتوں بخششوں اور ساتھ ساتھ قہاریت و جباریت کا بھی قائل ہو جاتا ہو۔ روس کے دہریے ہوں یا تبت اور چین کے بدھ اگر اقرار باللسان نہ بھی کریں لیکن تصدیق بالقلب ضرور کرتے ہوں۔

یہ سب لوگ سمجھتے ہیں کہ انسان اس دنیا کا بادشاہ ہے یہاں کی مادی و ہوائی چیز انسان کے تصرّف میں ہے دنیا میں انسان دنیا کے مالک کا خلیفہ ہے نائب ہے۔ اس بناء پہ اسے نظام کائنات بھی کمال احسن طریقہ سے چلانا ہے۔ اور اپنے خالق کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو بھی نبھانا ہے۔ اسی لئے عبادت اور دنیا کا تعلق کچھ لازم و ملزوم ہے خدا تعالےٰ اپنے رسول اور پیغمبر ڈیڑھ ہزار سال قبل تک محض اسی لئے بھیجتا رہا کہ وہ عبادت اور دنیا کے تعلق سے متعلق لوگوں کی رہنمائی کریں انسان صرف یاد اللہ کی خدمت کو بجا لانے کے لئے نہیں آیا اور نہ ہی انسان کی خلقت کا واحد مقصد یہ ہے کہ وہ سراسر دنیا میں مبتلا ہو جائیں۔ قرآن پاک میں جو منشائے ایزدی ان لفظوں میں بیان کیا گیا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ اس عبادت کا مطلب عبدیت ہے دوسرے الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے کہ رہبانیت نہیں کیونکہ اگر یکساں رہبانیت آجاتی ہے تو اللہ تعالےٰ کی نیابت کا حق ادا نہیں ہوتا۔ رہبانیت میں جمود ہے، ارتقا نہیں۔ حالانکہ خالق کو اسی انسان کی وساطت سے نظام کائنات کو بھی برقرار رکھنا ہے۔ عبادت اور دنیا داری کا امتزاج ہونا چاہیئے اس امتزاج کو حکماء نے کتنی جامعیت سے بیان کیا ہے یعنی خالق راضی بہ عبادت اور مخلوق راضی بہ خدمت۔ بس اسی جملہ میں انسان کا لائحہ عمل مرتب ہو جاتا ہے۔

انسان خود ساختہ طریقہ سے اگر عبادت کرتا ہے تو اس میں نہ دنیا کا فائدہ ہے نہ دین کا۔ بُت پرستی انسان کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی۔ آتش پرستی بھی انسان کی اپنی اختراع ہے۔ اور یہ بھی بالکل فضول ہے البتہ جو فائدہ خداوند تعالےٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ انسان کو بتایا اس میں عبادت سے دنیاوی تعلق کو پوری طرح ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔ دنیا کے مشہور سچے مذاہب یہودیت، نصرانیت اور اسلام ہیں۔ ان میں بنیادی امور مشترک تھے جیسے توحید اور رسالت۔ ان مذاہب میں سب سے آخری اور مکمل مذہب اسلام ہے۔ پیغمبروں کی سیرت اور اللہ کی کتب محفوظ نہ ہونے کی وجہ سے سوائے اسلام کے کسی مذہب کے اوامر و نواہی محفوظ نہ رہ سکے۔ لیکن اسلام کا معاملہ دیگر ہے۔ یہاں اللہ تعالےٰ نے چونکہ سلسلۂ نبوّت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے اس لئے اس مذہب کا قیامت تک اصلی اور عملی صورت میں برقرار رہنا لازمی ہے۔ اسلام میں عبادات دو طرح کی ہیں۔ بدنی اور مالی، دونوں ہی کا تعلق دنیا سے بخوبی ہے۔ بدنی عبادت میں نماز اور روزہ ہیں یہاں مال جو انسان کے نزدیک دنیا کا ماحصل ہے۔ خرچ نہیں کرنا پڑتا بلکہ بدن کو تیار کرنا پڑتا ہے۔ نماز کے خشوع و خضوع کا طریقہ اس کے الفاظ رکوع و سجدہ بندی امام کی اطاعت، غرض ہر ہر فرض کچھ اس طریقہ سے متعین کیا گیا ہے کہ اگر صحیح طریقہ سے ادا کیا جائے تو مسلمان بندگی کا نمونہ بن جاتا ہے۔ انسان میں کبر و غرور، خود پسندی، سرداری مفقود ہو جاتی ہے۔ نماز انسان کے کاروبارِ دنیا کو باقاعدہ کر دیتی ہے صحیح معنوں میں نمازی، فرض شناس، پابند وقت، حق گو اور راست باز دنیا دار ہوتا ہے۔ اسی طرح روزہ جسمانی تزکیہ ہے۔ روزہ سے بھوکے کی بھوک کا احساس ہوتا ہے۔ روزہ کے مفہوم کو سمجھ کر روزہ دار ایک مثالی دنیا دار بن جاتا ہے۔ دوسرے احکام زکوٰۃ اور حج اور جہاد ظاہریت کے اعتبار سے بھی اور بباطن بھی بہترین تعلقات دنیا کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے امارت اور افلاس اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے صحت اور سالمیت منشائے ایزدی میں ہوتے ہیں۔ لیکن جس طرح خرابیٔ صحت کا علاج طب جسمانی میں ہے اسی طرح افلاسِ مال کا علاج اہل ثروت کے پاس ہے جو بذریعہ مال ناداروں کو غنی بنا سکتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ اگر عبادت زکوٰۃ کما حقہٗ طریقہ سے کی جائے تو سب محتاجوں کی دنیا سنور سکتی ہے آج جو معاشرہ میں ضروریات کے بلحاظ انسانوں میں عدم تعاون ہے اس کی وجہ اس ضروری اور فرض عبادت کی عدم ادائیگی ہے۔ ہم اس مسئلہ کو دنیاوی طور پر حل کرنے کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن چونکہ وہ طریقہ یعنی مالی اور جائیدادی ٹیکس وغیرہ انسان کے اپنے تیار کردہ طریقہ ہائے کار ہیں اس لئے معاشی مساوات کا حل نہیں پیش کر سکتے۔ اگر مالدار عبادت سمجھ کر پائی پائی زکوٰۃ ادا کریں اور انفرادی یا اجتماعی طور پر زکوٰۃ کا مصرف درست ہو تو معاشی ناہمواریاں دنوں میں درست

ہو جائیں اور بقول شخصے۔ اغنیاء روپوں کی تھیلیاں لے کر گلی کوچوں کا طواف کریں۔ لیکن وصولی کرنے والا کوئی نہ ہو۔ کوئی بھوکا نہ سوئے کوئی ننگا نہ رہے، کوئی علاج کو نہ ترسے اور کوئی علم و فن اور ہنرمندی کے لئے روپیہ پیسہ کا محتاج نہ ہو۔ زیارت خانہ کعبہ اور روضۂ رسولؐ بھی بشرط استطاعت فریضہ میں داخل ہے۔ یہاں بدنی اور مالی عبادت گزاری کا حسین امتزاج ہے۔ دنیا میں فرقہ بندی، مذہبی گروہ اور مابین المسلمین نظریاتی تصادم بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ اگر روح حج پر غور کر لیا جائے مسلمان صحرائے عرب سے اٹھا اور نوائے توحید لے کر کائنات کے طول و عرض میں پھیل گیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمٹ سمٹا کر سال میں ایک مرتبہ لازمی طور پر مرکز اسلام میں یکجا ہو جائیں اور اس طرح ایک جا ہوں کہ صرف اسلام رہ جائے اور سب تفاوت ختم ہو جائے۔ ایک لباس، ایک عبادت، ایک خوراک حتیٰ کہ روح و قلب کی یکسانیت بھی ہو اس عبادت کا دنیا سے دور رس تعلق ہے۔ سال میں مسلمان ایک مرتبہ کسی بھاری بھر کم شخصیت کی دعوت پر نہیں کسی مؤتمر یا بین الاقوامی ادارے کے بلاوے پر نہیں بلکہ فقط اللہ کی پکار کو لبیک کہتے ہیں اور ثابت کر دیتے ہیں کہ انسان فقط اللہ ہی کا پرستار ہے اور اسی کے نظام کا داعی ہے۔ مسلمان کو موقع دیا جاتا ہے کہ گزشتہ سال کے واقعات پر غور کر کے آئندہ سال کے لئے اپنے پروگرام مقرر کر لے بین الاسلامی اختلافات دور ہو جائیں اللہ کے گھر میں بیٹھ کر یا مسجد نبویؐ کے ستونوں کے سایہ تلے جمع ہو کر تمام سیاسی تدابیر سوچے۔ اپنی کہے اور بھائیوں کی سنے۔ مشورہ اور صلاح کرے۔ غریب اور پس ماندہ اسلامی ممالک کی بہبود کا سوچا جائے۔ ملوکیت اور استعمار کے بوجھ میں دبے ہوئے محکوم مسلمانوں کے مظالم پر غور کیا جائے۔ مختصراً یہ کہ فریضہ کی بجاآوری کے ساتھ ساتھ جملہ دنیاوی امور پر غور کر لیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ مال تجارت کا بھی آپس میں تبادلہ ہو سکتا ہے۔ بصرہ کی کھجوریں، انڈونیشیا اور ملائیشیا پہنچیں۔ پاکستان کا سامان مصر جائے۔ اور مصر کا افغانستان۔ اسلامی دولت مشترکہ بھی یہیں ہو۔ اور اسلامستان کے خوابوں کی تعبیر بھی یہیں سوچی جائے اس سے زیادہ اہم عبادت اور دنیا کا کیا تعلق ہو سکتا ہے؟

جہاد بھی انسان کے فرائض میں سے ہے۔ جہاد کی مختصر تشریح اللہ کے باغیوں کی سرکوبی ہے۔ جب استاد اپنے شاگرد پر زبانی حجت تمام کر دیتا ہے تو ہاتھ اٹھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس کائنات پر اسی کو تصرف کا حق حاصل ہے جو خالق کائنات کا حقیقی معنوں میں مطیع اور فرمانبردار ہے۔ کوئی دوسرا محکومیت کی زندگی تو بسر کرنے کا حق رکھتا ہے لیکن خلق اللہ کی رہنمائی اور قیادت کا حق اسی کو پہنچتا ہے جو اللہ کے احکامات کو دل و زبان سے مانے اور ان پر عمل کرے۔ اللہ کے ملک اور ملک و مخلوق کو باغیوں سے نجات دلانا بہت بڑی عبادت ہے۔ اور اس عبادت کا براہ راست دنیاداری سے تعلق ہے۔ فوج کشی سرحدیں وسیع کرنے کے لئے نہ ہو اور نہ تجارتی منڈیاں قائم کرنے کے لئے، اللہ کی راہ میں تلوار تبھی اٹھائی جائے جب کہ شرک و کفر نے مخلوق کو گمراہ کر رکھا ہو۔ نیکی حاصل کرنے کے تمام ذرائع و وسائل مسدود ہوں تو مسلمان اللہ کا نام لے کر خالق اور مخلوق کے دشمنوں کو میدان میں للکارے یا تو برائی کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دے یا إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کی پابندی کرتے ہوئے خود اس راستہ میں کام آجائے۔ یہ کام وہی انسان کر سکتا ہے جو صحیح معنوں میں مسلمان ہو۔ فقط کسی مسجد یا خانقاہ کے تاریک گوشہ میں بیٹھ کر صرف تسبیح کے دانے گننے سے یہ کام نہیں ہو سکے گا۔ یہ کام وہی کر سکتا ہے جو برائی کو ہاتھ سے مٹانے کا عزم بالجزم رکھتا ہو اور فقط دل سے برا ماننے پر اکتفا نہ کرتا ہو۔

الغرض کوئی بھی اسلامی حکم لیجئے امر و نواہی کی تمام فہرس کو دیکھ ڈالئے ہر حکم میں عبادت اور ہر عبادت میں کامیاب دنیوی اصول کے مضامین بند ہوں گے۔ اگر تزکیہ نفس ہے تو وہ دنیاوی بہبود سے خالی نہیں اور اگر طہارت مال ہے تو عام الناس کے فائدہ کیلئے، اللہ اور رسولؐ کے فرامین اپنے اندر ہر طرح کی خوبیاں رکھتے ہیں۔ حقوق اللہ و حقوق العباد کی نگہ داری ان فرامین کی بجاآوری ہی میں پنہاں ہے۔

جواہر پارے

مرتبہ: آزاد قاسمی ٹونکی (علی گڑھ)

- تین چیزوں کو مشعل راہ بناؤ۔ خدا کی یاد، ذوق عمل، یقین محکم۔
- خود داری انسانیت کا دوسرا نام ہے
- خدا سے تمہیں محبت ہے تو اس کی مخلوق سے بھی محبت کرو۔
- فضول کاموں میں مشغول رہنا حق تعالیٰ سے روگردانی کی علامت ہے
- تین چیزوں پر اعتماد نہ کرو حسن، دولت اور خوشی۔
- اپنے بڑوں کی عزت کرو چھوٹے تمہاری عزت کریں گے۔
- بوڑھوں کا مشورہ جوانوں کے جوش سے بہتر ہے۔
- دل کی موت انسانیت کی موت ہے دل زندہ سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔
- وقت دولت پیدا کر سکتا ہے لیکن دولت وقت پیدا نہیں کر سکتی۔
- خدا اور موت سے زیادہ یقینی کوئی چیز نہیں۔
- حقیقی مسرت اور سکون دولت میں نہیں استغناء اور قناعت میں ہے۔
- عقل اور علم آدمی کو ارسطو اور سقراط تو بنا سکتے ہیں لیکن حقیقی بزرگی کا مدار عمل اور یقین پر ہے۔
- محنت سونے کی کنجی ہے جو دولت کے دروازے کھول دیتی ہے۔
- عارضی خوبی اور بیکار تعریف تانبے پر قلعی کے مصداق ہے۔

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا فاضلانہ کیمپ میں

درسِ قرآن

منعقدہ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۵)

میں عرض یہ کر رہا تھا قرآن مجید کی ان آیتوں کی تفسیر میں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم دنیاوی زندگی میں رہو، تم کھاؤ پیو، حلال کا رزق پیدا کرو، بیوی رکھو، بچے رکھو، دنیا میں بالکل مشغول اور مصروف رہو لیکن تمہارے دل میں اللہ کی محبت کے بغیر کسی کی محبت نہ ہو۔ یہ محبت تم کو خدا سے نہ روکے۔ جیسا کہ آگے آ جائے گا انشاء اللہ۔ سورت توبہ میں آتا ہے۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۞ (التوبہ ۲۴) فرمایا اگر تمہارے بیوی بچے، تمہارے رشتہ دار، تمہارے اموال، تمہاری تجارتیں، تمہاری دولت، یہ تمہاری نظر میں، اَحَبَّ (اَحَبَّ اسم تفضیل کا صیغہ ہے) زیادہ محبوب ہو اللہ اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے — یعنی محبت تو رکھو، زیادہ محبت نہ رکھو۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابی آئے، اقرع بن حابس بیٹھے ہوئے تھے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امام حسن رضؓ یا امام حسین رضؓ تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو گود میں لیا اور ان کو بوسہ دیا۔ اقرع نے اس بات کو عجیب سمجھا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تاڑ گئے۔ پوچھا "کیوں"؟ — کہنے لگا۔ "حضور! میرے دس بیٹے ہیں میں نے کبھی کسی کو نہیں چوما، آپؐ نے بوسہ دیا اپنے نواسے کو"؟ فرمایا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ اس پر رحم نہیں کرتا جو رحم نہیں کرتا۔ تیرے دل میں رحم نہیں؟ تیرے دل میں محبت نہیں؟ تیرے دل میں شفقت نہیں؟ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد کے ساتھ، اپنے بیوی بچوں کے ساتھ، اپنے اموال کے ساتھ، اپنی جائداد کی حفاظت کی۔ اور حکم فرمایا۔ ترمذی کی حدیث ہے۔ میرا خیال ہے اور کتابوں میں بھی ہوگی۔ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ عِرْضِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔ فرمایا کہ آدمی اپنا دین بچاتے مارا جائے وہ بھی شہید ہے، جو آدمی اپنی عزت بچاتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے اور جو آدمی اپنا مال بچاتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔

یہ ہمارے شہداء ملک بچاتے ہوئے جان کی بازی لگا گئے انہیں ملک سے محبت تھی اور ہماری افواج کو اپنے ملک سے محبت ہے۔ کس لئے محبت ہے؟ کہ ملک میں اللہ کا دین جاری ہے۔ یہاں لا الٰہ الّا اللہ محمّد رّسول اللہ پڑھا جاتا ہے۔

تو ان آیتوں میں میرے بزرگو! اسلام نے اپنا نظام حیات پیش فرمایا کہ مسلمان دنیا کی زندگی میں اس طرح رہے کہ وہ دنیا کا خلیفہ ہو، وہ سمجھے کہ یہ بحر و برّ سب میرا ہے، سب پر میری حکومت اور سطوت ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ سوچے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں اس میں کسی کی حق تلفی نہ ہو، اللہ کی ناراضگی نہ ہو، اللہ کی نافرمانی نہ ہو، ایک طرف خداوندِ قدّوس کی رضامندگی کا خیال اور خداوندِ قدّوس کی رضامندگی کے ساتھ ساتھ کرّۂ ارضی کی آبادی، اللہ تعالیٰ کی عطاکردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھانا، یہ ہے دین کا نظام جس کو قرآن نے پیش کیا دنیا کے سامنے۔ اسلام نہ رہبانیت سکھاتا ہے اور نہ عیّاشی سکھاتا ہے، اسلام دونو کے درمیان وہ راستہ دکھاتا ہے جس کو قرآن مجید نے صراطِ المستقیم کے ساتھ تعبیر فرمایا۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے سورتِ فاتحہ کے شروع میں بھی آتا ہے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے اپنے انعام و اکرام فرمائے۔ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ۔ تو مغضوب علیہم یہود ہیں یہود ہیں اور ضآلین نصاریٰ ہیں (عائشہ صدیقہ رضؓ کی روایت کے مطابق) تو یہودیوں میں کیا تھا —؟ دولت، مال، شائیلاک جیسے گذرے ہیں جو سود کے بدلے میں گوشت کاٹ لیا کرتے تھے اور نصاریٰ میں ترہّب اور رہبانیّت تھی — اسلام نے کہا، نہیں، مال بھی حاصل کرو، حلال طریقے پر، اور ترک دنیا مت کرو۔ دنیا میں خدا تعالیٰ کی مرضی کو نافذ کرو، تاکہ تم دنیا میں خداوندِ تعالیٰ کے اس نظام کے امین بن جاؤ جس نظام کو دے کر بھیجا اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔ میرے بزرگو! وہ لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے جنہوں نے صحابہؓ پر اعتراضات کیئے یا اُن کے ذہن میں یہ بات نہ آ سکی ہو — یاد رکھیئے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس نظامِ حیات کے مکمل نمونہ ہیں عملی طور پر جس کو لے کر آئے ہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ امام انقلاب (اللہ ان کی قبر پر نور برسائے) ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ اگر صحابہؓ کی زندگیوں کو نکال دیا جائے تو پھر اسلام ایک جامد سا دین نظر آتا ہے۔ صحابہؓ کی زندگی دلیل ہے اس بات پر کہ اسلام کا نظامِ حیات کامیاب ہے۔ تھیوریاں اور رائیں اور اصول، فارمولے، یہ تو بڑے بڑے ہیں، کتابوں میں ڈھیر لگے پڑے ہیں لیکن جس فارمولے نے، جس تھیوری نے

جس نظامِ حیات نے دنیا میں عملی نمونہ پیش کیا وہ نظام ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ صحابہؓ نے بتا دیا کہ اسلام متحرک دین ہے، صحابہؓ نے بتا دیا کہ اسلام دنیا کے ساتھ چلنے والا دین ہے، صحابہؓ نے بتا دیا کہ قرآن مجید وہ دین ہے کہ جس پر انسان چل کر راہِ ہدایت حاصل کر سکتا ہے۔ صحابہؓ کامل نمونہ تھے اسلام کے، صحابہ کرامؓ نمونہ تھے قرآن کے، صحابہ کرامؓ کامل نمونہ تھے جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرتِ مقدسہ کے۔ صحابہؓ کو نکال دیا جائے تو پیچھے کیا رہ جاتا ہے؟ صرف تھیوری رہ جاتی ہے — تو تھیوری جو ہے وہ کبھی قابلِ قبول نہیں ہو سکتی جب تک اپنا نمونہ نہ پیش کر سکے۔ نمونہ پیش کیا صحابہ کرام نے کہ ہم بتا سکتے ہیں کہ اسلام اس چیز کا نام ہے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ صحابہ کرامؓ کی زندگی ہمارے سامنے اس نظامِ حیات کو پیش کرتی ہے جس میں دنیا بھی ہے لیکن تعلق اللہ کی ذات کے ساتھ ہے، دنیا بھی چل رہی ہے، آدھی دنیا پر حکومت بھی ہو رہی ہے۔ قیصر و کسریٰ کے ایوان بھی لرز رہے ہیں لیکن راتوں کو اللہ کی عبادت بھی ہو رہی ہے۔ دنیا پہ نظام چل رہا ہے، حکم چل رہا ہے۔ اَسْلِمْ تَسْلَمْ۔ میری بات مان، ورنہ میری فوجیں آ رہی ہیں۔ چیلنج دئے جا رہے ہیں، لیکن آ کر جب دیکھتے ہیں تو کیا ہے؟

آپ حضرات نے پڑھا ہوگا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قیصر نے مخبر اور جاسوس بھیجے کہ جا کر دیکھو یہ کیسا آدمی ہے کہ ہمارے سینے کانپتے ہیں اس کے نام سے — آ کر دیکھا تو حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) مسجد نبوی میں لیٹے ہوئے تھے، سر کے بالوں میں سنگریزے پڑے ہوئے تھے اور کھدر کا لباس زیبِ تن تھا۔ یہ حال تھا۔ لیکن آپؓ کے نام سے، قوتِ روحانیہ سے، قوتِ بدنیہ سے سارا یورپ کانپتا تھا اور بقول نپولین کے آدھی دنیا پر حکومت کی اسلامی خلافت نے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

تو قرآن مجید کی ان آیتوں میں میرے بزرگو! جس نظام کو پیش کیا گیا وہ نظام یہ ہے کہ مسلمان دنیا میں بھی چلے دین میں بھی چلے۔ دنیا کو بھی اچھا کرے، قیامت کو بھی اچھا کرے۔ قیامت کو اچھا کرنے کا فکر جب پیدا ہوگا تو دنیا میں عدل اور نظام ایسا قائم ہوگا کہ جو دنیا میں بھی مفید ہوگا اس لئے ہم جب نماز پڑھتے تو ہماری نماز میں کیا دعا ہے؟ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا — اس علاقے کے لوگ اکثر ہم لوگ مسلمان جب نماز پڑھتے ہیں تو یہ دعا پڑھتے ہیں۔ بعض جگہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا پڑھتے ہیں لیکن ہمارے اس علاقے میں یہی دعا پڑھی جاتی ہے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ط دنیا کی بہتری اور قیامت کی بہتری دونو مسلمان کو سکھائی گئیں۔ دنیا کی بہتری بھی خدا سے مانگو اور قیامت کی بہتری بھی مانگو۔ دنیا کی بہتری اس وقت ہوگی جب تمہارے دل میں دنیا کی محبت دھنس نہ جائے۔ وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْعِجْلَ بِکُفْرِھِمْ (البقرہ ۹۳) دنیا کی محبت دھنس نہ جائے دل میں، اگر دھنس گئی تو پھر قیامت برباد ہے۔ دنیا میں رہ کر گذارہ کرو تو قیامت بھی اچھی ہو جائے گی۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ یہ دعا اسلام کی پوری تعلیمات کا مظہر ہے اور یہ دعا اللہ کو اتنی محبوب ہے اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کا جو محل اور مقام بتایا، جن میرے بھائیوں نے حج کیا ہے اللہ اُن کے حجوں کو قبول فرمائے اللہ ہماری بچیوں کو بھی حج اور زیارت نصیب فرمائے۔ تو وہاں پر جب آدمی طواف کرتا ہے بیت المقدس کا تو طواف شروع کرتا ہے خانے کعبے کے دروازہ کے پاس سے۔ وہاں پھر لبیک، اللّٰھم لبیک پڑھتا ہے تو جب پہنچتا ہے رکنِ یمانی پر تو وہاں پر کیا پڑھتا ہے؟ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط رکنِ یمانی سے لے کر بیت اللہ شریف کے دروازے تک جہاں سے طواف شروع کیا تھا یہ جو حصہ ہے یہ قبولیت کے لئے بہت بڑا مقام اور محل ہے۔ ویسے سارا خانہ کعبہ، سارا حرم قبولیتِ دعا کے لئے مجرّب ہے لیکن درجات ہیں، تو وہاں کیا حاجی دعا پڑھتا ہے؟ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط تو معلوم ہوا کہ اسلام کا نظامِ حیات جس کی قرآن دعوت دیتا ہے وہ دنیاوی زندگی کو بھی اچھی طرح گذارتا لیکن دنیاوی زندگی گذارتے ہوئے یہ سوچتا ہے کہ میری دنیاوی زندگی کا یہ قدم میری قیامت کو تو برباد نہیں کرتا؟ (باقی آئندہ)

بقیہ: جزاک اللہ خیراً کہنے کی اہمیت

کرنے والے نے کہا "جزاک اللہ خیرا" تو اس نے اس کی تعریف اور بدلہ کامل طریقہ سے ادا کر دیا۔

کیوں؟ اس لئے کہ یہ ایک مختصر مگر جامع کلمہ ہے جس میں کہا جاتا ہے کہ خدا تم کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

آیئے ہم سب مل کر اس مردہ یا کم از کم نیم مردہ سنت کو دوبارہ زندہ کریں اور سَو شہیدوں کا وہ ثواب حاصل کریں جس کا اعلان دربارِ رسالت سے ان الفاظ میں ہوا ہے۔ مَنْ اَحْیَا سُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ الْاُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ ط

بقیہ: توکل

اور سے

توکل کا یہ مطلب ہے کہ خنجر تیز رکھ اپنا
پھر انجام اس کی تیزی کا مقدّر کے حوالے کر

اللہ تبارک و تعالےٰ ہمیں یہ دولت نصیب فرمائے اور ہمارا حشر متوکلین کے ساتھ فرمائے۔ آمین۔

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ اور دوسرے نمازیوں پر

لاٹھی چارج کی صدائے بازگشت

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے رہنماؤں نے جمعۃ الوداع کے دن علماء اور نمازیوں کے اجتماع پر پولیس کے لاٹھی چارج سے پیدا شدہ صورتِ حال پر غور کرنے کے لئے اپنی مجلس شوریٰ کا ایک ہنگامی اجلاس ۲۶ر دسمبر ۱۹۶۸ء کو لاہور میں طلب کیا تھا لیکن مولانا عبیداللہ انور جیسی شخصیت پر لاٹھی چارج نے ہزاروں علماء اور دیگر افراد کو لاہور میں اکٹھا کر دیا جس سے جمعیۃ علماء اسلام کو اپنے فیصلہ میں ترمیم کرنا پڑی اور انہوں نے ورکنگ کمیٹی کے اجلاس سے پہلے عمومی اجلاس بلا لیا جس میں سینکڑوں علماء اور دوسری جماعتوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ تنظیم اہلسنت پاکستان کی طرف سے جماعت کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا محمد عبدالشکور دین پوری اور ڈاکٹر مناظر حسین نظر شریک ہوئے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی محترم بلند اختر صاحب نظامی ناظمِ اعلیٰ تحفظ ختمِ نبوت لاہور نے کی اور اس کے علاوہ ملک کے طول و عرض سے آئے ہوئے بے شمار علماء و مشائخ شریک ہوئے ___ مشائخ عظام میں سے حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف، حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری قادری نقشبندی، حضرت مولانا محمد حسن صاحب شاہ پور چاکر سندھ کے اسماء گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں ___ اس عمومی اجلاس میں دو قراردادیں اتفاق رائے سے پاس ہوئیں۔ جن میں سے ایک قرارداد میں لاہور میں جمعۃ الوداع کے دن عین حالت نماز میں روزہ داروں پر اور خاص طور پر قطب العالم حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے جانشین مولانا عبیداللہ انور پر پولیس کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ ضلعی انتظامیہ کے ان افسروں کو جو اس حادثہ کے ذمہ دار ہیں قرار واقعی سزا دی جائے ___

دوسری قرارداد میں مجاہدِ ختمِ نبوت آغا عبدالکریم شورش کاشمیری کی رہائی پر اظہارِ مسرت کیا گیا اور اسے حق و صداقت کی فتح قرار دیا گیا ___ نیز آغا صاحب کو ان کی پامردی و جرأت اور جان بازی پر مبارکباد دی گئی۔

عمومی اجلاس کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا جس میں اراکینِ شوریٰ نے یہ طے کیا کہ جمعہ کے دن اُسی مقام پر ادا کیا جائے۔ جہاں لاٹھی چارج ہوا تھا اور وہیں سے جلوس نکالا جائے ___ ان کا مؤقف یہ تھا کہ اگر ہم لاہور میں اجتماع بلا کر کوئی جلوس نہ نکالیں اور معاملہ محض قرارداد تک رہ جائے تو پھر تو یہ جماعت اسلامی جیسی کاروائی ہوگی ___ ہمارا امتیاز نہیں ہوگا ___ نیز حضرت لاہوری قدس سرہ العزیز کے لاکھوں متوسلین اور عقیدتمند ہمیں طعنہ دیں گے کہ ہمارے عظیم شیخ کے جلیل القدر فرزند کو تو جمعیۃ نے لاٹھیوں کا نشانہ بنوا دیا ہے اور خود ویسے ہی واپس آ گئے ہیں۔ اس لئے ہم جان پر کھیل کر شیخ کی عظمت کو قائم رکھیں گے اور ہر قیمت پر جلوس نکالیں گے خواہ ہمیں گرفتار کر لیا جائے یا گولی مار دی جائے۔

چنانچہ پروگرام یہ طے پایا کہ جمعہ کی نماز باغ بیرون مستی دروازہ میں جہاں جمعۃ الوداع کے دن لاٹھی چارج ہوا تھا ادا کی جائے گی اور حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ کے ہسپتال میں داخل ہونے کے باعث اقامت و خطابت کے فرائض حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان انجام دیں گے ___ اور اس کے بعد وہیں سے جلوس روانہ ہوگا۔ اس اعلان کا ہونا تھا کہ لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور ان کے چہرے غیرتِ اسلامی اور فرطِ قربانی و ایثار کے جذبے سے دمکنے لگے ___ پیپلز پارٹی اور نیپ نے بھی اعلان کر دیا کہ اُن کے رضاکار نماز جمعہ حضرت درخواستی کے پیچھے پڑھینگے ___ جمعہ کا وقت ہوا تو لوگوں کے ایک سمندر نے بیرون مستی دروازہ کا رُخ کر لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے باغ کی وسعتیں نمازیوں پر تنگ ہوگئیں ___ اس اجتماع میں میاں محمود علی قصوری، نوابزادہ نصراللہ خان، خواجہ محمد صفدر، سید محمد صابر جعفری اور اپوزیشن کے کئی رہنماؤں نے شرکت کی ___ اجتماع سے مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا مفتی محمود اور حضرت درخواستی مدظلہٗ نے خطاب فرمایا۔ اور جلوس کی قیادت ___ حضرت مولانا عبدالکریم کلاچی، حضرت مولانا عبدالحکیم راولپنڈی حضرت مولانا قاری عبدالسمیع فرزندِ ارجمند حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرگودھا مولانا ضیاء القاسمی اور مولانا مفتی محمود نے فرمائی ___ جلوس کیا تھا انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا ___ ہر زبان پر کلمہ طیبہ کی دلنواز صدائیں تھیں اور مولانا عبیداللہ انور زندہ باد کے نعرے نیز یہ نعرے بھی اکثر و بیشتر لگائے گئے کہ طلباء کے مطالبات پورے کرو۔ یونیورسٹی آرڈیننس منسوخ کرو ___ مزدوروں کے حقوق ادا کرو اسلام کو اس ملک میں نافذ کرو ___ ہماری آزادی بحال کرو ظلم و تشدد کی فضا کو ختم کرو ___ لاہور کی انتظامیہ کے ذمہ دار ارکان اور پولیس کے سربراہ کو برطرف کر دو۔ جلوس تمام راستہ نہایت پُرامن رہا اور اس انداز سے گزرا کہ لاہور کی تاریخ

عشاقؔ

نہیں ڈرتے کبھی عشاق ضربِ تیغِ برّاں سے
تمنا ان کو ہوتی ہے حیاتِ جاودانی کی
ابد تک نام روشن ان کا رہتا ہے زمانے میں
نہیں کرتے جو پرواہ راہِ حق میں زندگانی کی

(حافظ نور محمد انور)

ہیں اس کی مثال نہیں ملتی —— جلوس کے ساتھ انتظامیہ کے ارکان موجود رہے لیکن پولیس کا کہیں نام ونشان بھی موجود نہ تھا۔ جلوس مسلم مسجد جاکر ختم ہوگیا۔ نماز عصر وہیں پڑھی گئی حضرت مفتی صاحب کی تقریر اور تلقین کے بعد مجمع منتشر ہوگیا۔

لاہور کے علاوہ بھی ملک بھر میں کوئی جگہ اور کوئی مقام ایسا باقی نہیں رہا احتجاجی جلوس نہ نکالے گئے ہوں —— اور ہر جگہ سے یہی خبریں آرہی ہیں کہ لوگوں میں بے حد اشتعال اس حادثہ کی وجہ سے پایا جاتا ہے اور لوگ اس حادثہ کے ذمہ داروں کی برطرفی کا مطالبہ کررہے ہیں

ساہی وال جمعیتہ علمائے اسلام کی طرف سے جمعتہ الوداع کے عظیم اجتماعات میں علماء وخطباء نے اسلامی نظام حکومت کے قیام تحفظ ختم نبوت اور مسیحی مشنوں سے متعلق نہایت پرجوش تقاریر کیں۔

جامع مسجد رشیدیہ کے نمائندہ اجتماع میں فاضل رشیدی نے حالات حاضرہ پر زبردست تقریر کی اور بیس پچیس ہزار کے جم غفیر کے اس اجتماع میں فاضل رشیدی نے حکومت کی پالیسی پر شدید تنقید کرتے ہوئے جمعیتہ علماء اسلام کے ارکان کی گرفتاریوں پر اور علماء پر پولیس کی لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی۔

فاضل رشیدی نے علماء پر تشدد کی پالیسی علی الخصوص جانشین شیخ التفسیر علامہ عبیداللہ انور پر ظالمانہ دست درازی اور بے رحمانہ مارپیٹ اور وحشیانہ سلوک پر زبردست احتجاج کیا۔

(حکیم سید محمد زاکر نقوی جنرل سیکرٹری جمعیتہ علمائے اسلام ساہی وال)

میانوالی مفتی محمود صاحب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیتہ کے مطابق میانوالی شہر میں جمعتہ الوداع کے دن صبح دس بجے زبردست جلوس نکالا گیا جو میانوالی کی تاریخ پہلا عظیم اجتماع تھا اس جلوس میں کلورکوٹ، پٹی والا، جنڈاں والہ، پیرنولی، چک ۱۵، پپلان، دوآبہ، علوولی خانقاہ سراجیہ کندیاں، چک ۱/۳۱ موسیٰ خیل، اور میانوالی شہر کی جماعتوں کے سنکڑوں رضا کاروں نے حصہ لیا شرکاء نے مختلف کتبے اٹھا رکھے تھے۔ جن میں اسلامی نظام رائج کرو۔ علمائے کرام سے پابندی ہٹاؤ، طلباء کے مطالبات تسلیم کرو۔ سیاسی قیدیوں کو رہا کرو مہنگائی ختم کرو۔ وغیرہ درج تھے،

اکوڑہ خٹک بروز ہفتہ نماز عید کے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ مہتمم دار العلوم حقانیہ کی دعوت پر جمعیتہ علمائے اسلام اکوڑہ کے زیر اہتمام امیر جمعیتہ مولانا عبیداللہ انور اور دیگر علمائے تشددانہ سلوک پر ایک عظیم اور تاریخی جلوس اور مظاہرہ ہوا۔ اکوڑہ کی تاریخ میں یہ جلوس اپنی نظیر آپ تھا۔

قصور جماعت اہل حدیث قصور کے عیدالفطر کے عظیم اجتماع میں لاہور میں جمعتہ الوداع کے موقعہ پر علماء پر پولیس کی لاٹھی چارج کی سخت مذمت کی گئی۔ خصوصًا جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور پر پولیس کا بے جا تشدد کو نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

دینہ مرکزی عید گاہ کے خطیب مولنا مولانا عبدالرشید ربانی نے نماز عید کے موقعہ پر ہزاروں کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے لاہور میں علماء کے جلوس پر کئے گئے لاٹھی چارج کی زبردست مذمت کی،

ملتان مولانا عبدالواحد بیگ اور دیگر علماء نے ایک بیان دیتے ہوئے۔ مولانا عبیداللہ انور اور ان کے رفقاء پر وحشیانہ درندگی تشدد اور گرفتاری کی خبر سن کر سخت رنج و افسوس کیا،

داخلے

- جامعہ قاسمیہ غلام محمد آباد کالونی لائلپور کا داخلہ ۲۰ شوال تک جاری رہے گا۔ ابتدائی فارسی سے موقوف علم تک تمام کتب ماہر اساتذہ پڑھاتے ہیں۔
- شہر رحیم یار خاں کی معروف دینی درسگاہ جامعہ معارف اسلامیہ کے درجہ اولیٰ میں داخلہ ۵ شوال سے شروع ہو کر اخیر ماہ تک جاری رہے گا۔
- مدرسہ قاسمیہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ کا داخلہ یکم ذی قعدہ تک جاری رہیگا۔
- دارالعلوم فرقانیہ شکرگڑھ کا داخلہ ۲۰ شوال تک جاری رہیگا۔
- مدرسہ حنفیہ انوارالقرآن منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ کا داخلہ آخر شوال تک جاری رہے گا۔
- جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور کا داخلہ محدود ہے لہٰذا طلباء جلد ازجلد داخلہ لیں۔
- جامعہ اشرفیہ لاہور کا داخلہ ۷ شوال سے ۱۵ شوال تک جاری رہیگا۔
- جامعہ اشرفیہ سکھر کا دورۂ حدیث میں داخلہ تیئیس شوال تک جاری رہیگا۔
- مدرسہ عربیہ مخزن العلوم والفیوض خانپور ضلع رحیم یار خاں کا داخلہ ۵ شوال سے آخر شوال تک جاری رہیگا۔
- مدرسہ مدینتہ العلوم بھینڈہ شریف ضلع حیدرآباد ۵ شوال سے ۲۰ شوال تک جاری رہے گا۔
- مدرسہ رحیمیہ قادریہ چک ۲۳۱ - ای بی بورے والا کا داخلہ ۲۰ شوال تک جاری رہیگا۔
- مدرسہ دارالعلوم حنفیہ چکوال کا داخلہ ۳۰ شوال تک جاری رہیگا درس نظامی، تجوید وقرأت اور حفظ وناظرہ کا انتظام ہے بیرونی طلباء کو ماہانہ وظائف بھی دئے جاتے ہیں۔
- مدرسہ عربیہ احیاء العلوم عیدگاہ ماڑی میاں اللہ بچایا تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خاں کا داخلہ ۵ شوال سے ۵ ذی قعدہ تک جاری رہیگا۔ ابتدا فارسی سے موقوف علیہ تک پڑھائی جاتی ہیں۔
- مدرسہ دعوت الحق رجسٹرڈ حسین آگاہی ملتان کا داخلہ ۷ تا ۲۰ شوال المکرم تک جاری رہیگا۔ لاوارث ومستحق طلبہ کو خورد ونوش کا مدرسہ ہی کفیل ہے۔
- مدرسہ فرقانیہ مدنیہ مقبول پورہ راولپنڈی کا داخلہ ۲۰ شوال تک جاری رہیگا۔
- مدرسہ تجویدالقرآن مسجد حق نواز خاں بنوں کا داخلہ دس شوال سے آخر شوال تک جاری رہیگا۔
- مدرسہ تجویدالقرآن بیچہ وطنی کا داخلہ آخر شوال تک جاری رہیگا اس مدرسہ میں درجہ کتب اور حفظ قرآن کا معقول انتظام ہے۔
- جامعہ ترتیل القرآن مین بازار مزنگ لاہور میں تجوید کے طلباء کا داخلہ شروع ہے بیرونی طلباء لاہور اسٹیشن سے یا رنگ محل سے ماڈل ٹاؤن والی کسی بس میں بیٹھ کر مزنگ اڈہ یا صفاوالے چوک میں اتر کر جامع مسجد کھنگراں مزنگ میں پہنچیں
- مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم رجسٹرڈ قاسم پور کالونی بہاولپور روڈ ملتان کا داخلہ ۷ تا ۱۲ شوال تک جاری رہیگا۔
- مدرسہ دارالعلوم ربانیہ جامع مسجد حنفیہ شرقیہ مری کا داخلہ دس سے پچیس شوال تک ہے۔ مدرسہ کی نہ تو مستقل آمدنی ہے اور نہ ہی کمارت۔ لہٰذا مخیر حضرات کیلئے صدقات زکوٰۃ اور دیگر عطیات کا بہترین مصرف ہے۔

(قاری) محمد ایوب ناظم مدرسہ معرفت ایوب بکڈپو مری - راولپنڈی)

آئینِ

نہ ہو نافذ وطن میں جب تلک آئین قرآنی
وطن کی ہو نہیں سکتیں کبھی مضبوط بنیادیں
نبیؐ کے اسوۂ کامل کو اپنا لیں اگر مسلم
سُنے گا حق تعالیٰ ان کی بے شک جملہ فریادیں

(حافظ نور محمد انور)

حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ کی عیادت کیلئے آنے والے مشاہیر

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ، کو عید کے روز جیل سے انتہائی ناگفتہ بہ حالت میں رہا کر دیا گیا۔ پولیس کے اہلکاروں کے تشدّد سے مولانا مدظلہ بُری طرح زخمی تھے۔ ظالموں نے آپ کے پیٹ میں اتنی بے دردی سے ٹھوکریں ماریں کہ پیشاب، پاخانہ اور قئے میں کئی روز تک خون آتا رہا۔ جیل سے رہائی کے بعد آپ کو میو ہسپتال میں کر دیا گیا اور ابھی وہ البرٹ وکٹر وارڈ کمرہ ۲۳ میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اس دوران ایک محتاط اندازے کے مطابق اب تک تقریباً چھ ۶۰۰۰ ہزار سے زیادہ افراد آپ کی عیادت کے لئے آ چکے ہیں جن میں سے چند ایک مشاہیر کے نام یہ ہیں :-

حضرت درخواستی مدظلہ العالی خان پور
شیخ وقت حضرت مولانا عبدالہادی صاحب مدظلہ دین پور شریف
حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کندیاں شریف
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ ملتان
حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی مدظلہ راولپنڈی
حضرت مولانا سید عطاء المنعم شاہ صاحب مدظلہ ملتان
ناظم اعلیٰ اوقاف محمد مسعود۔ سی۔ ایس۔ پی
حضرت مولانا بشیر احمد پسروری
حضرت مولانا عبدالقیوم ہزاروی گوجرانوالہ
جے۔ اے رحیم صدر پیپلز پارٹی
اقبال احمد خان لودھی اے۔ ڈی۔ سی (جی)
مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب کیمبل پور
مولانا سید حامد میاں صاحب لاہور
مولانا مظہر علی اظہر لاہور
ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری لاہور
مولانا سید امین الحق صاحب شیخوپورہ
مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی
مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی لاہور
مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی
مولانا ضیاء القاسمی صاحب لائل پور
مولانا قاری عبدالسمیع صاحب سرگودھا
مولانا مفتی عبداللہ صاحب ملتان
مولانا عبیداللہ صاحب احرار لائل پور
مولانا عبداللطیف صاحب جہلم
مولانا تاج محمود صاحب لائل پور
مولانا نذیر اللہ خاں صاحب گجرات
قاری جلیل الرحمن صاحب سرگودھا
مولانا محمد ابراہیم صاحب لاہور
مولانا عبدالستار خان نیازی لاہور
مولانا قاضی شمس الدین صاحب گوجرانوالہ
مولانا اسحاق حنیف صاحب لاہور

مولانا غلام اللہ خاں صاحب راولپنڈی
مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی گوجرانوالہ
مولانا محمد اسماعیل صاحب کراچی
مولانا عبدالستار صاحب راولپنڈی
مولانا محمد یوسف صاحب بہاول نگر
مولانا عبداللطیف صاحب بہاول نگر
ایر مارشل اصغر خان صاحب ایبٹ آباد
لفٹیننٹ جنرل اعظم خان صاحب لاہور
نواب زادہ نصر اللہ خاں صاحب مظفر گڑھ
میاں طفیل محمد صاحب لاہور
میاں محمود علی صاحب قصوری لاہور
ایم انور بار ایٹ لاء لاہور
ڈاکٹر جاوید اقبال بار ایٹ لاء لاہور
ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب لاہور
سید صابر جعفری صاحب لاہور
علامہ علاؤ الدین صاحب صدیقی لاہور
راؤ مہروز اختر صاحب ملتان
غلام محمد صاحب ہاشمی لاہور
صفدر حسن صدیقی صاحب لاہور
خواجہ محمد صفدر صاحب سیالکوٹ
جناب حمزہ صاحب ایم۔ اے گوجرہ
کرنل عابد حسین صاحب جھنگ
میجر مبارک شاہ صاحب جھنگ
غلام قادر خان لغاری صاحب رحیم یار خان
زین العابدین صاحب ڈھاکہ
عبدالحمید صاحب ڈھاکہ
انوار حسین صاحب لاہور
حنیف رامے صاحب لاہور
میاں منظر بشیر صاحب لاہور
چوہدری محمد حسین وائس چیئرمین لاہور کارپوریشن
میاں عارف افتخار۔ ایم۔ این۔ اے

اعتذار

گذشتہ شمارے میں "بے جا تشدّد" کے عنوان سے جو مقالہ شائع ہوا ہے افسوس کہ سہواً "وفاق" کا حوالہ نہیں دے سکے ادارہ اس سلسلہ میں ادارۂ وفاق سے معذرت خواہ ہے۔ قارئین کرام بھی نوٹ فرما لیں کہ یہ مقالہ "وفاق" لاہور سے نقل کیا گیا تھا۔ (ادارہ)

شمع اسلام کے وہ پروانے جنہیں جمعۃ الوداع کے دن لاٹھی چارج کے بعد گرفتار کیا گیا اور انہوں نے اپنے اسلاف کی سنّت تازہ کی :-

★ حضرت مولانا عبیداللہ انور امیر صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان
★ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب خازن صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان
★ جناب عماد الدین عباسی صاحب مینجر ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور
★ حاجی بشیر احمد صاحب خادم خاص حضرت مولانا عبیداللہ انور۔
★ مرزا غلام نبی جانباز (جمعیت علماء اسلام)
★ ایڈیٹر تبصرہ لاہور۔
★ شیخ رفیق احمد صاحب ایڈووکیٹ (نیشنل پارٹی)
★ شیخ خورشید ایڈووکیٹ (پیپلز)
★ حکیم عبدالرحیم صاحب (نیشنل)
★ حکیم محمد قاسم صاحب (جمعیۃ علماء اسلام)
★ وحید بٹ صاحب (پیپلز)
★ تنویر احمد
★ حکیم بابا سلطان احمد ناظم جمعیۃ علماء اسلام جڑانوالہ (جو حضرت لاہوریؒ کے حق کے نام سے موسوم ہے)
★ روزی خان (پیپلز)
★ محمد سلیمان رضاکار جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ
★ ایس ندیم (پیپلز)
★ ڈاکٹر ایم ڈی خان تنظیمی کارکن پاکستان کسان کمیٹی
★ وزیر محمد (جمعیت علماء اسلام)
★ حشمت علی رضاکار جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ۔
★ مولانا سیف اللہ خالد (جمعیۃ علماء اسلام)
★ چوہدری ظہور الدین (")
★ غلام ربانی (")
★ عبیدالرحمٰن (")
★ محمد لطیف خالد (پیپلز)
★ اصغر علی (جمعیۃ علماء اسلام)
★ حافظ حبیب الرحمان رضاکار جمعیت علماء اسلام گوجرانوالہ
★ لئیق احمد جمعیۃ علماء اسلام
★ محمد ایوب "
★ حافظ بشیر احمد "

اپیل

محترم حضرات۔ مدرسہ عربیہ مطلع العلوم (رجسٹرڈ) بروری روڈ کوئٹہ تمام صوبہ بلوچستان کی قدیمی دینی درسگاہ ہے جس کے بانی مجاہد آزادی حضرت مولانا عرض محمد صاحب فاضل دیوبند، حضرت موصوف کی انتھک کوششوں اور بے لوث خدمات کی وجہ یہ مدرسہ آج تمام بلوچستان میں ایک مرکزی حیثیت کا مالک ہے۔ عرصہ ۲۰ سال سے دینی تبلیغی و تعلیمی و ملی خدمات احسن طریقہ پر انجام دے رہا ہے۔ ان خدمات کو اکابرین امت اور ماہرین تعلیم و حکام حکومت نے بارہا سراہا ہے۔ جن کے چند اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کراچی۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان۔ حضرت العلامہ محمد یوسف صاحب بنوری حضرت مولانا خیر محمد صاحب مہتمم خیر المدارس ملتان حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور امیر انجمن خدام الدین لاہور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند جناب انور عادل صاحب سابق کمشنر کوئٹہ ڈویژن جناب سیکرٹری صاحب حکومت آزاد کشمیر پاکستان و دیگر حضرات نے احسن طریقہ پر رائے بک میں اپنے بیش قیمت خیالات کو قلمبند کیا ہے طوالت کے خوف کی وجہ سے کچھ لکھا نہیں جا سکتا۔ بہرحال حضرت مولانا عرض محمد صاحب بانی مدرسہ نے اس اس سنگلاخ سرزمین میں سب پہلے علم و عرفان کا یہ چشمہ جاری کر کے ایک بہت بڑی دینی خدمت انجام دی ہے۔ باوجود خون جما دینے والی سردی کی تکالیف کے طلباء ایک کثیر تعداد مدرسہ میں زیر تعلیم و تربیت ہے۔ ڈیڑھ سو طلباء کے سالانہ تمام قیام و طعام کے اخراجات کا مدرسہ کفیل ہے۔ اب تک سینکڑوں عالم اور حافظ قرآن یہاں سے فارغ ہو کر سارے علاقہ میں دینی و تبلیغی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ خصوصاً اس علاقہ کے سینکڑوں بُرے رسم و رواج کا قلع قمع کرنے کا سہرا اس خالص دینی درسگاہ کے سر ہے۔ بانی مدرسہ کے بے لوث خدمت اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے مدرسہ کی عمارت ۲۰ کمروں اور باغ پر مشتمل ایک خوبصورت عالی شان پُر فضا بر محل مقام پر واقع ہے۔ مدرسہ میں چند سالوں سے دورۂ حدیث شریف کا خاص انتظام ہے مدرسہ میں اس وقت ۱۲ اساتذہ ہیں جن میں سے بیشتر ایشیا کی عظیم درسگاہ دار العلوم دیوبند کے فارغ التحصیل ہیں۔ مدرسہ کا اپنا کتب خانہ ہے جس میں ۸۰۰۰ ہزار سے زیادہ نادر کتب کا ذخیرہ ہے پھر بھی ہر سال کتابیں طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ خریدنی پڑتی ہیں۔ دار الاقامہ میں تمام مقیم طلباء کے کھانے کا انتظام مدرسہ ہی میں ہے۔ سالانہ مطبخ پر ۱۸۰ بوری آٹا خرچ ہوتا ہے وادی کوئٹہ میں برفباری اور خشک سردی کا ایک طویل عرصہ ان طلباء کو گزرنا ہوتا ہے۔ جس کے انتظام کے لئے ایک بھاری رقم گرم کپڑے لکڑی۔ کوئلہ۔ کوٹ۔ لحاف خوراک پر خرچ ہوتی ہے۔ مدرسہ کی کوئی مستقل جائداد یا آمدنی نہیں صرف اللہ تعالٰے کے فضل و کرم اور اہل خیر حضرات کے تعاون سے یہ مدرسہ دن دونی رات چوگنی ترقی راہوں پر گامزن ہے

بانی مدرسہ باوجود پیران سالی کے اب بھی مدرسہ کے کاموں کو انجام دینے پر مجبور ہیں۔ حالانکہ صحت بھی جواب دے چکی ہے۔ مدارس ایک دین کے قلعے ہیں۔ ہر طرف سے ان دین کے قلعوں کو آگ لگانے کی کوششیں جاری ہیں۔ اللہ تعالٰے محفوظ فرماویں۔

مدرسہ ۲۵ر فروری ۱۹۶۹ء سے کھل رہا ہے۔ مکانیت کی قلت کی وجہ صرف سالانہ ڈیڑھ سو طلباء کو داخلہ ملتا ہے کافی طلباء کو مایوس لوٹنا پڑتا ہے۔ خالی جگہ کافی ہے جو نقشہ تعمیرات سے منظور شدہ ہے۔

لہٰذا اہل خیر و صاحب ثروت درد مندان دین متین سے استدعا ہے کہ وہ اپنی زکوٰۃ۔ خیرات۔ صدقات و عطیات صدقۃ الفطر و چرم قربانی وغیرہ سے اس مستحق مدرسہ کی امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ یہ علاقہ از حد پسماندہ ہونے کی وجہ آپ کی توجہ کا خاص مستحق ہے ذریعہ تعلیم اردو ہے۔ جس کی وجہ سندھ کراچی پنجاب کشمیر وغیرہ کے طلباء بھی داخلہ لیتے ہیں۔

داخلہ اور سالانہ جلسہ

ساہیوال کے معروف ادارہ جامعہ رشیدیہ کا داخلہ ۷ر شوال سے ہو رہا ہے اور امسال جامعہ میں دورۂ حدیث شریف کا آغاز و افتتاح ہوگا۔ جامعہ رشیدیہ کا سالانہ اجلاس ۲۱ر تا ۲۳ر فروری ۱۹۶۹ء حسب روایات سابقہ تجویز ہے۔ (فاضل حبیب اللہ ناظم اعلیٰ)

● مدرسہ حنفیہ انوار العلوم رجسٹرڈ جامع مسجد قاضی نظام الدین عیدگاہ روڈ راولپنڈی کا داخلہ ۱۰ر شوال سے ۲۵ر شوال تک جاری رہے گا درجہ حفظ میں ۱۵ پارے حفظ اور پرائمری پاس داخلہ لے سکتا ہے درجہ تجوید و قرأت میں مکمل حافظ اور کم از کم پرائمری پاس ہونا ضروری ہے درجہ کتب درس نظامیہ میں کافیہ اور کنز الدقائق سے دورہ حدیث شریف تک کے طلبہ داخلہ لے سکتے ہیں (سید چراغ الدین شاہ)

بچوں کا صفحہ

حضرت عمرؓ کا قبولِ اسلام

محمد شعیب ملک - وایانوالی (گوجرانوالہ)

داعیٔ اسلام جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے۔ خداوندا! عمر بن خطاب اور عمر بن ہشام (ابوجہل) دونوں میں سے ایک کو اسلام کی دولت سے مشرف فرما۔ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بار آور ہوئی۔ اور حضرت عمر بن خطاب کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی ــــ حضرت عمرؓ اور ابوجہل پیغمبر اسلام کی عداوت اور عناد میں پیش پیش تھے۔ حضرت عمرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام سے شرف یاب ہونے کے بعد فاروق کے خطاب سے نوازا۔ جس کا مفہوم "کفر اور اسلام میں امتیاز کرنیوالا" ہے۔

قریش کے سربرآوردہ اور چیدہ چیدہ اصحاب دار الندوہ میں جمع تھے ــ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے جا رہے تھے۔ ابوجہل نے اعلان کیا کہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سر مبارک کاٹ کر لائے گا اس کو سو سرخ اونٹ دوں گا (العیاذ باللہ) اس اعلان کے بعد عمرؓ تلوار ننگی کر کے قتل کے ارادے سے نکل کھڑے ہوئے۔ راستے میں ایک مسلمان سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے عمرؓ کے ارادہ کا حال سن کر کہا کہ "پہلے گھر کی خبر لو تمہاری بہن (حضرت فاطمہ) اور بہنوئی (حضرت سعید) اسلام قبول کر چکے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ غصے سے آگ بگولا ہو گئے۔ ہمشیرہ کے گھر گئے، مار پیٹ کی۔ بالآخر بہن نے قرآن کی ایک سورت لے کر پڑھی۔ وہ سورت طٰہٰ تھی۔ جب اس آیت پر پہنچے۔ اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ط وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ٥ تو دل موم ہو گیا۔ اور حضرت عمرؓ کا میلانِ طبع اسلام قبول کرنے کو ہوا۔

جمعرات کی شب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ دعا فرمائی تھی۔ کہ "خداوندا! عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام سے اسلام کو عزت دے" کے پورے ہونے کا دن آگیا۔

یہ واقعہ "سیرت النبیؐ مصنفہ ابنِ ہشام" میں منقول ہے۔ مولانا شبلی نعمانیؒ نے بھی یہی واقعہ "سیرت" کی پہلی جلد "الفاروق" میں درج کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقمؓ کے گھر تشریف فرما تھے اور اپنے خادموں کو پند و نصائح اور توبیخ فرما رہے تھے۔ (حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے پیشتر چند گنے چنے مسلمان اور ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) فریضہ صلوٰۃ وہیں ادا کیا کرتے تھے) دیر اقدس پر گئے۔ اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ رسالت مآبؐ کو اس سے قبل بذریعہ وحی خوشخبری مل چکی تھی۔ آپؐ نے اجازت دے دی اور بڑھ کر معانقہ کیا۔

حضرت عمرؓ کلمۂ حق پکار اٹھے۔ مکہ کی پہاڑیاں نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھیں۔ اور مسلمانوں کے گھروں میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ خانہ کعبہ میں جا کر نماز ادا کی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشرف باسلام ہونے سے مذہب اسلام کو جو تقویت اور ترویج ہوئی۔ دنیا اس کی معترف رہے گی۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے:-

"حضرت عمرؓ جب ایمان لائے ہم مسلمانوں کو قوت اور عزت حاصل ہو گئی۔"

ارضِ وطن

طالب حسین طالب

پھر ہے خطرے میں ارضِ وطن ساتھیو
نکلو باندھے سروں سے کفن ساتھیو

سب سے بہتر ہے اسلام کا راستہ
کر دو اس پر فدا جان و تن ساتھیو

خون دینا زمینِ وطن کے لئے
زندہ قوموں کا ہے یہ چلن ساتھیو

تم مجاہد ہو غازی ہو میدان کے
تم سے خائف ہیں دار اور رسن ساتھیو

جان پر کھیل کر بھی غزاؤں سے تم
رکھو محفوظ اپنا چمن ساتھیو

مرنے مٹنے کا تم عزم لے کر بڑھو
پھر تمہارے ہیں گنگ و جمن ساتھیو

دشمنِ دین پھر تم سے ٹکرائے ہیں
دو جواب ان کو دنداں شکن ساتھیو

عزم محکم ہو دل میں تو رہتا نہیں
کوئی بھی مرحلہ پھر کٹھن ساتھیو

منزلیں بڑھ کے لیتی ہیں خود ہی قدم
ہو اگر دل میں سچی لگن ساتھیو

★

۱۳ جنوری ۱۹۶۹ء

۲۰

ٹیلیفون ٦٧٥٢٥

رجسٹرڈ ایل نمبر ٦٠٤٧

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱٦۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵٦ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۲۴۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵٦ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۷٦۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹٦۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GMR/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹٦٧ء

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	۱۱ — ۰۰
ششماہی	٦ — ۰۰
سہ ماہی	۳ — ۰۰
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	۴۲ — ۰۰
بحری ڈاک	۱۱ — ۰۰
ہوائی ڈاک ششماہی	۲۱ — ۰۰
بحری	٦ — ۰۰
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۳ — ۴۰
بحری	۱۸ — ۸۰

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ بجر ماہنامہ الفرقان کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کر کے ڈاک خانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔

(سرکولیشن مینیجر)

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا